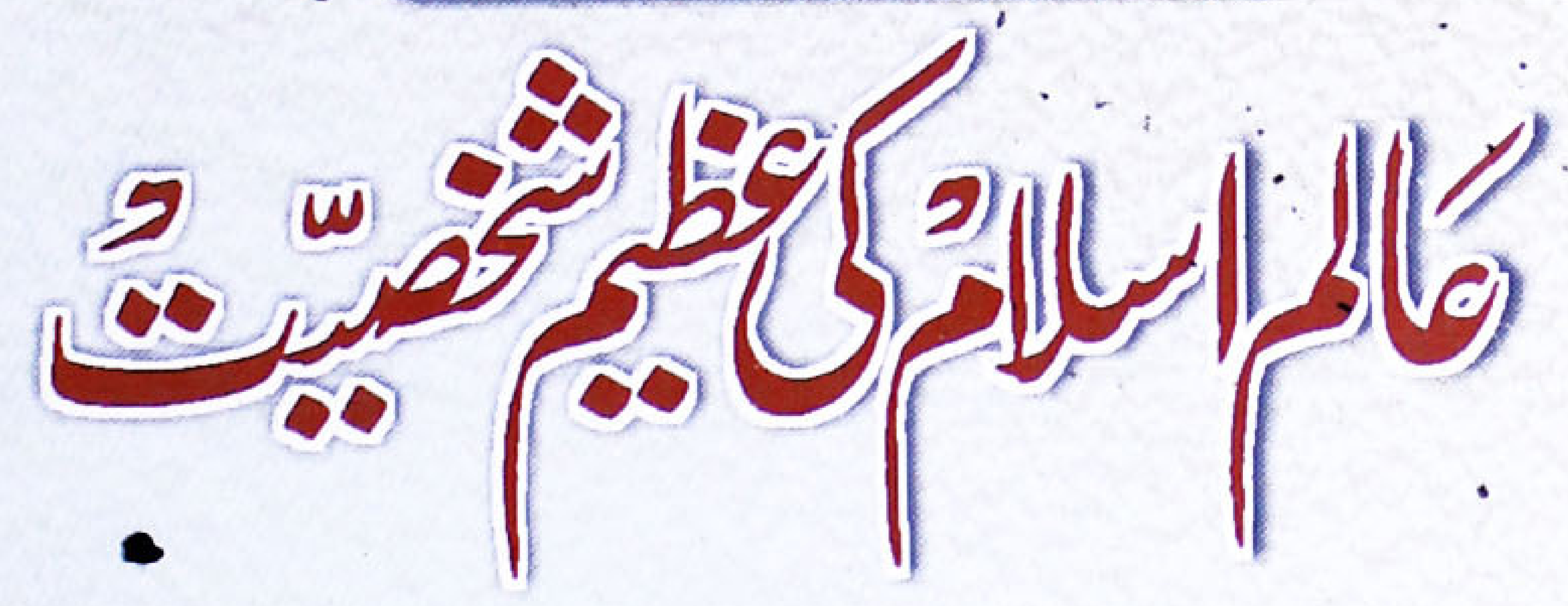


علامہ **شاہ احمد نورانی** علیہ الرحمہ



عالم اسلام کی عظیم شخصیت

(مجموعۂ نورانی مقالات)



باہتمام: (مولانا) معین الحق علیمی صدر اعلیٰ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

ناشر

المجمع النورانی قسم التالیف والترجمۃ والنشر دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی ۲۷۲۰۰۲

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ
عالم اسلام کی عظیم شخصیت

(مجموعۂ نورانی مقالات)

قائد اہلسنت علیہ الرحمہ کے عرس چہلم (۱۹ر جنوری ۲۰۰۴) کے موقع پر
''المجمع النورانی'' کی جانب سے خصوصی یادگاری مجلّہ

باھتمام

(مولانا) معین الحق علیمی
صدر اعلیٰ مجلس منتظمہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی۔ انڈیا

ناشر

المجمع النورانی، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی، انڈیا
Darul Uloom Alimia Jamdashahi Basti (U.P) INDIA Ph:-05542-278653
WWW.darululoomalimia.com

فہرست

كلمة المجمع

''المجمع النورانی'' دارالعلوم علیمیہ کا ایک تصنیفی واشاعتی ادارہ ہے، جس کے زیر اہتمام متعدد کتابیں شائع ہو چکی ہیں، دارالعلوم علیمیہ کے طلبہ کی قلمی سرگرمیوں کا ترجمان سالنامہ ''الشباب الاسلامی'' اسی کے زیر اہتمام شائع ہوتا ہے، حضرت مولانا محمد شفیق الرحمٰن عزیزی ہالینڈ کی خصوصی توجہ سے اس کی نشأۃ ثانیہ عمل میں آئی ہے.

چونکہ اس تصنیفی واشاعتی ادارہ کو قائد اہل سنت نورانی میاں علیہ الرحمہ کی سرپرستی حاصل تھی، اس لئے شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال سے جہاں ایک عالم رنج وغم میں ڈوب گیا، اس ادارہ کو بھی اپنے سرپرست کھودینے کا بے پناہ رنج ہوا، اپنے سرپرست اور ملت کے اس عظیم قائد کی بارگاہ میں نذرانۂ عقیدت پیش کرنے کے لئے ان کے عرس چہلم کے موقعہ پر ان کی تابناک حیات اور زندہ جاوید خدمات سے روشناس کرانے کے لئے یہ ایک سوانحی کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کررہا ہے۔

خدائے تعالی کے فضل وکرم اور اس کے رسول مختار علیہ السلام کی

خصوصی نظر عنایت کے طفیل میں اس سال زیارت حرمین طیبین سے بہرہ ور ہورہاہوں ، مجھے امید واثق ہے کہ ادارہ کے لائق اساتذہ میری عدم موجودگی میں بھی یہ کام انجام دے لیں گے ۔

زیر نظر کتاب چند ارباب قلم سے گزارش کر کے لکھوائے گئے مقالات کا مجموعہ ہے ، جو ناظرین کے سامنے ہیں ، اس میں تاثراتی تحریریں بھی ہیں ،اور حیات وخدمات کا اجمالی احاطہ کرنے والے مقالات بھی ہیں ، مجموعۂ مقالات میں تکرار ہونا تقریبا ایک لازمی امر ہے ،اور یہ کتاب بھی اس سے خالی نہیں ۔

بہرحال عجلت میں دستیاب مواد کی روشنی میں قائد اہلسنت علیہ الرحمہ کی بارگاہ عالی جاہ میں ''المجمع النورانی'' کی یہ اولین نذرانۂ عقیدت ہے ، یہ ادارہ مستقبل میں حضرت علیہ الرحمہ اور ان کے پدر بزرگوار مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے بارے میں ایک وقیع دستاویز قوم کے سامنے پیش کرنے کا شرف حاصل کرے گا ،ان شاء اللہ المولی تعالی ۔ احباب اہلسنت سے گزارش ہے کہ اگر حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے بارے میں ان کے پاس کچھ مواد موجود ہوں تو نشان دہی کر کے مشکور فرمائیں ۔

فروغ احمد اعظمی مصباحی
صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی رکن المجمع النورانی

۷ر جنوری ۲۰۰۴ء

پیغام

قائد اہل سنت شاہ احمد نورانی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے تاریخ اسلام کا ایک ورق الٹ گیا، انھوں نے ہر اسٹیج سے مسلک اہل سنت والجماعۃ کی ترجمانی کی، اپنی دلنواز شخصیت اور خصائل حمیدہ کے باعث دوسری جماعت کے لوگ بھی ان کا بے حد احترام کرتے تھے، وہ مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے سچے جانشین تھے، انھیں کے قائم کردہ خطوط پر آپ نے عظیم دعوتی خدمات انجام دیں، ان کے نقوش ہمارے لئے رہنما اصول کی حیثیت رکھتے ہیں، رب قدیر ان کے مزار اقدس پر رحمت ونور کی بارش فرمائے۔

مجھے یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی کہ ''المجمع النورانی'' ان کی حیات کے مختلف گوشوں کو روشن کرنے کی غرض سے مقالات کا مجموعہ شائع کر رہا ہے، دعا ہے کہ خدائے قدوس اس تصنیفی اشاعتی ادارہ کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

ڈاکٹر غلام یحیی انجم

ناظم تعلیمات دارالعلوم علیمیہ، وریڈر ہمدرد یونیورسٹی دہلی

تاثرات

شہزادۂ شعیب الاولیاء حضرت غلام عبدالقادر علوی صاحب قبلہ
سجادہ نشین و ناظم اعلیٰ دار العلوم فیض الرسول براؤں شریف

حامداومصلیا۔ مجھے یہ جان کر بے پناہ مسرت ہوئی کہ سرکار اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار اور عالمی پیمانہ پر سنیت کی اشاعت کرنے والی درس گاہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی کے تصنیفی ادارہ ''المجمع النورانی'' نے حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس چہلم کے موقع پر ایک سوانحی نمبر نکالنے کا فیصلہ کیا ہے، میں اس کار خیر پر ادارہ کے ذمہ داران، اراکین اور اساتذہ کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

میں نے حضرت قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کو ذاتی طور پر دیکھا ہے، کئی اسفار میں آپ کے ساتھ مبارک لمحات گزارنے کی سعادت میسر آئی، آپ ہر بار ہم پر بے حد شفیق و مہربان رہے ہیں، اور دارالعلوم فیض الرسول براؤں شریف پر آپ کی عنایات ہمیشہ رہی ہیں۔ پاکستان کی سنی مذہبی سیاست میں آپ کا زبردست قائدانہ کردار رہا ہے، یقیناً ملت اسلامیہ کے لئے آپ کی وفات حسرت آیات ایک ناقابل تلافی نقصان ہے، پروردگار اپنے حبیب کے صدقہ و طفیل آپ پر رحمت وانوار کے ساون بھادوں برسائے، آمین ثم آمین!

نذر عقیدت بہ بارگاہ قائد اہل سنت علیہ الرحمۃ

از: عبدالقدوس مصباحی سالک بستوی، استاذ دارالعلوم نورالحق چرہ محمد پور فیض آباد، یو۔ پی

نازشِ اولیائے نورانی ☆ واقفِ رازہائے نورانی
صاحبِ فکرِ ورائے نورانی ☆ میکشِ جامہائے نورانی
روح کی پیاس، دین کی تبلیغ ☆ عشقِ آقا غذائے نورانی
موج زن دل میں بحرِ خوفِ خدا ☆ رخ سے ظاہر ضیائے نورانی
خلوتیں، جلوتوں سے اعلیٰ تر ☆ خوب خود کو چھپائے نورانی
سیرتِ مصطفیٰ کا آئینہ ☆ تھی یقیناً ادائے نورانی
قوم وملت کے فکر میں اکثر ☆ اشک، خوں کے بہائے نورانی
گونج ہے جس کی سارے عالم میں ☆ ہاں وہی ہے صدائے نورانی
ساحرانِ زمانہ کے کرتب ☆ خوب نگلا عصائے نورانی
فتنۂ قادیانیت کا سر ☆ کس نے کاٹا سوائے نورانی
ایک سے اک حسین دیکھے ہیں ☆ پر ہمیں صرف بھائے نورانی
ان پہ سایہ رضا کے پیارے کا ☆ اور ہم پر ردائے نورانی
فیضِ حضرت مبلغِ اسلام ☆ خوب سے خوب پائے نورانی
میرے قلبِ سیاہ کو روشن ☆ کردے مولیٰ برائے نورانی
روزِ محشر نصیب ہو یارب ☆ ہم کو ظلِ لوائے نورانی
سایۂ مغفرت رہا سر پر ☆ رحمتوں میں نہائے نورانی
حکم، رب کا ہوا یہ رضواں کو ☆ کھولو دروازہ آئے نورانی
جیسے روشن فلک کا سورج ہے ☆ ویسے ہی کارہائے نورانی
اہلِ یورپ پہ خاص کر سالک ☆ رحمتیں بن کے چھائے نورانی

خراج عقیدت

از: مولانا محبّ احمد علیمی، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

دین وملت کا ترجمان گیا ☆ علم وحکمت کی آن بان گیا
تھا بڑا علم وفضل کا مالک ☆ درمیاں سے جو میہمان گیا
حق کہا اور نہ کی کبھی پرواہ ☆ ہائے افسوس! حق بیان گیا
جس کی مشہور تھی زبان دانی ☆ ہاں وہی صاحبِ زبان گیا
موتِ عالِم ہے موت عالَم کی ☆ آج ہر ایک اس کو جان گیا
ان کے علمی کمال کو لوہا ☆ قادیانی بھی دل سے مان گیا
آنکھ نم ہے فسردہ دل ہے محبؔ ☆ اہلِ سنت کا پاسبان گیا

گلہائے عقیدت

از: مولانا وجہ القمر برکاتی، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

رہبرِ راہِ شریعت قائد ملت مرے ☆ کاشفِ اسرار وحدت قائد ملت مرے
آسمان علم کا مہرِ درخشان بالیقین ☆ تھے فقیہ دین و ملت قائد ملت مرے
تھے شریعت اور طریقت کے امام العارفین ☆ پیکرِ عشق ومحبت قائد ملت مرے
ان کی بخشش کا ہے چرچا اہلِ دل کے لب پہ آج ☆ صاحب لطف وعنایت قائد ملت مرے
سربلندی سرفرازی میں کہاں ان کا نظیر ☆ تاجدار ملکِ رفعت قائد ملت مرے
اے قمرؔ تاریک دل روشن ہوئے جس کے طفیل ☆ تھے وہی شمع ولایت قائد ملت مرے

ارمغان عقیدت

از: مولانا ذاکر حسین بلرامپوری، دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

تڑپتا ہے دلِ مضطر ہمارا قائد ملت ☆ علاج اس کا کرو کچھ تو خدارا قائدِ ملت
بڑی مدت سے تھا ارمان زیارت ہم کو بخشیں گے ☆ نہیں پورا ہوا ارماں ہمارا قائد ملت
ترے دیدار کی خاطر یہ دیوانے تڑپتے ہیں ☆ کرادو خواب میں آکر نظارا قائد ملت
علیمِ دین نے جس دین کی تبلیغ فرمائی ☆ اسی رستہ پہ چمکے بن کے تارا قائد ملت
ہماری بے قراری کو قرار آجاتا اک پل میں ☆ اگر آجاتے جمدا میں دوبارا قائد ملت
دلوں پر قادیانی رنگ جن لوگوں کے بیٹھا تھا ☆ انھیں کیا خوب ہی تم نے سدھارا قائد ملت
یہ ذاکر نام لیوا بھی تمھاری ذاتِ عالی سے ☆ لگائے بیٹھا تھا کب سے سہارا قائد ملت

قطعات

نتیجۂ فکر: عالی جناب عبدالحق صاحب حق بستوی، سکریٹری دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

باپ اور بیٹے نے کی وہ رہنمائی قوم کی ☆ نام روشن ہوگیا ان کا ستاروں کی طرح
شمعِ ایماں سے منور اک زمانے کو کیا ہوگئے رخصت جہاں سے وہ بہاروں کی طرح

☆ ☆ ☆

جو دولت کی طلب ہوتی تو وہ اربوں پتی ہوتے مگر وہ باپ کی تعلیم کو بھلا نہ سکے
گزارہ زندگی اپنی اسی ٹوٹے ہوئے گھر میں بنایا قوم کا گھر اپنا گھر بنا نہ سکے

حضرت قائد اہلسنت علیہ الرحمۃ والرضوان اپنے عمل و کردار کے آئینہ میں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی حبیبہ الکریم

فیصلۂ قدرت الٰہی: عزیز سعید مولانا معین الحق سلمہ ربہ سے ۹ر دسمبر ۲۰۰۳ء میں بمبئی میں ملاقات ہوئی، مختلف موضوعات پر تفصیلی تبادلۂ خیال ہوا، ان میں ہند و پاک کے تعلقات میں جو خوشگواری کے آثار نمایاں نظر آرہے ہیں، ان کے پیش نظر یہ گفتگو بھی ہوئی کہ برصغیر کے دونوں ممالک کے سیاستداں اپنی تلخ کلامیوں و ہنگامہ خیز بیانوں کو ترک کر کے آپس میں روابط استوار کرنے کے لئے آمادہ ہورہے ہیں، فضائی سروس بحال ہورہی ہے، اگر کوئی پریشانی لاحق نہ ہوئی اور ویزا وغیرہ کی سہولتیں حاصل ہوگئیں تو مارچ میں قائد اہلسنت حضرت شاہ صاحب کو دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی کے معائنہ کی دعوت دی جائے گی، وہ یہاں تشریف لاکر طلبہ واساتذہ کو تعلیم و تعلم کے سلسلہ میں جس لائحۂ عمل پر عمل پیرا ہونے کی ہدایت دیں گے، ادارہ علیمیہ کے تمام ارکان اس پر مستعدی کے ساتھ عمل کرنے کی جدوجہد کریں گے، بلکہ اس راقم الحروف نے یہاں تک کہا تھا کہ علیمیہ کے تعلیمی ماحول میں مزید سرگرمی لائی جائے تاکہ جب حضرت شاہ صاحب تشریف لائیں، تو وہاں سے علیمیہ کے اساتذہ وطلبہ کے بارے میں ان کا ذہن وفکر اتنا متاثر ہو کہ وہ اپنی مسرت وشادمانی کا اظہار برملا ہر مجلس میں کریں، لیکن کسی کو کیا معلوم تھا، کل ہم لوگ جو کچھ کہہ رہے ہیں، اس کے خلاف قدرت الٰہی کا کچھ اور فیصلہ ہونے والا ہے۔

جب میں بمبئی سے سورت پہونچا تو وہاں ۱۱ر دسمبر کو یہ اندوہ گیں خبر ملی کہ حضرت شاہ صاحب دار فانی سے دار جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے، اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے وہ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو گئے، اس خبر وحشت اثر نے دل ودماغ کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا، میں بے حد متاثر ہوا، انا للله وانا اليه راجعون، ولله ما اخذ وله ما اعطی۔

کسی کے وہم وخیال میں نہیں تھا، کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جن کو رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہوئے قلم تھرا رہا ہے، اچانک داغ مفارقت دے کر خدائے تعالی کی بارگاہ میں حاضر ہو جائیں گے، مولانا معین الحق علیمی سلمہ ربہ نے حال ہی میں اپنے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ درازیٔ عمر کے باوجود اپنے عزم وحوصلہ کے اتنے بلند وبالا ہیں کہ اپنی صحت سے بے فکر ہو کر ملکی سرگرمیوں اور دینی امور کے انجام دینے میں مستعد رہتے ہیں، چنانچہ اس سال حضرت شاہ صاحب نے اپنی مسجد میں پورے قرآن حکیم کو تراویح میں اپنی نغمہ بار آواز سے سنایا، اور رمضان مقدس کے بیشتر حصے میں اپنے معمولات میں کوئی فرق نہیں آنے دیا، قرآن حکیم کی تلاوت عبادت وریاضت میں مصروف رہتے ہیں، الجھے ہوئے سیاسی معاملات کو بھی اپنی ناخن تدبیر سے سلجھاتے ہیں۔

حضرت شاہ صاحب ایک جامع الصفات بزرگ : یہ حقیقت ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک جامع الصفات بزرگ تھے، جنوب مشرقی ایشیا میں واحد سنی عالم دین تھے، جو نہ صرف حافظ وقاری تھے، اور اسلامی علوم پر حاوی تھے، بلکہ اپنی عالمانہ شان کے ساتھ عصر حاضر کی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے، انھوں نے

صحیح وقت میں قوم مسلم کی رہنمائی کی، وہ سیاست کے اتار چڑھاؤ سے خوب واقف تھے، اس کی پرخار وادیوں سے طہارت نفس کے ساتھ بغیر کسی الجھاؤ کے صاف گزر جاتے تھے، ان کی ذات والا صفات پر کسی شخص کہ یہ الزام کرنے کی جرأت نہیں تھی، کہ انھوں نے عہد جدید کے سیاستدانوں کی طرح مکر وفریب، مبالغہ آرائی، غلط بیانی، جھوٹے وعدے سے اپنی زبان پاک کو آلودہ کیا ہو، اان کا نظر یہ تھا، بقول سر ڈاکٹر محمد اقبال ؎

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

کہ سیاست کو دین سے علیحدہ نہیں ہونا چاہئے، ان کا ارشاد تھا کہ جدید دنیا میں حیرت انگیز انکشافات سے جو انقلابات پیدا ہوتے ہیں ان کا مکمل طور سے جائزہ لے کر فروغ دین اسلام کی راہیں ہموار کی جائیں، انھوں نے بڑے نازک وقت میں دنیا بھر کے مسلمانوں کی رہنمائی کی، ان کی دور رس نگاہوں کے سامنے عیسائیت و یہودیت کی چالبازیاں وفریب کاریاں اور ملت اسلامیہ کے ساتھ ان کی عداوت ودشمنی بالکل عیاں تھی، وہ یہ سمجھتے تھے کہ چہار جانب سے اسلام پر حملہ ہو رہا ہے، اشتراکیت ومساوات کے نام اور اپنے خوشنما نظریات کی بنا پر اسلام کی بیخ کنی کر رہی ہے، عیسائیت حضرت عیسی علیہ السلام کے دین حق سے انحراف کر کے حق پرستوں کے ساتھ برسر پیکار ہے، ان پر خوب خوب واضح تھا، کہ مکارانہ سیاست کے ماہر جھوٹے پروپیگنڈے میں یکتا یہودی مسلمانوں کو نیست ونابود کرنا چاہتے ہیں، اس لئے انھوں نے سب کے ساتھ پنجہ آزمائی کا عزم مصمم کیا، تمام دشمنان اسلام سے مقابلہ کے لئے صف آرائی کی، ان کا احساس تھا کہ مسلمانوں کی فرقہ بندیاں اور ان کا باہمی اختلاف ونزاع معمولی معمولی اجتہادی

مسائل میں ایک دوسرے سے دست وگریباں رہنا، انکی تباہی و بربادی کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب ہے، وہ قلق واضطراب میں مبتلا ہوجاتے تھے جب یہ دیکھتے تھے کہ مسلمان ٹولیوں میں بنٹے ہوئے ہیں، اوران پر ہر طرف سے حملہ ہورہا ہے۔

مصالحانہ روش: غالبا اسی وجہ سے انھوں نے سیاسی میدان میں عقائد و نظریات کے اختلاف کے باوجود مختلف فرقوں اور گروہوں کے درمیان مصالحانہ روش اختیار کی، اور کلمہ پڑھنے والوں میں یک گونہ سیاسی اتحاد پیدا کرنے کی جہدوسعی میں لگ گئے، کیونکہ ان کو اس بات کا یقین تھا کہ اگر اس اجتہاد سے بھی صرف نظر کرلیا جائے تو اس کا یہ نتیجہ نکلے گا کہ وہ معاندین اسلام جو قرآن مجید کو کلام الٰہی تسلیم نہیں کرتے اور خاتم المرسلین ﷺ کے نبوت کے سرے سے منکر ہیں، نیز یہ تبلیغ کرتے پھرتے ہیں، اور لوگوں کو گمراہی کی دلدل میں گرفتار کرتے ہیں کہ دنیا میں سب سے بڑے فساد کی جڑ قرآن حکیم کی تعلیم ہے، معاذ اللہ اس کتاب میں حرب و جنگ کے علاوہ کسی اہم مسئلہ پر روشنی نہیں ڈالی گئی، اس میں صرف یہ تلقین ملتی ہے کہ ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہو، قتل وخونریزی کرتے رہو، خود مرو اور دوسروں کو مار کر جام شہادت نوش کرتے رہو، اپنی دہشت پسندانہ کارروائیوں سے امن عالم کو تہ وبالا کرتے رہو، معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔

اس سرتا سر جھوٹے پروپیگنڈے کا جواب صرف اس سے نہیں ہوسکتا کہ کسی سے بھی مصالحانہ روش اختیار نہ کی جائے، خواہ وہ ان غلط خیالات کے زائل کرنے میں ہمارا ہمنوا ہی کیوں نہ ہو، اس قسم کے غیر دانشمندانہ حکمت عملی سے سوائے تباہی و بربادی کے دعوت دینے سے کچھ حاصل نہیں۔

حضرت شاہ صاحب گمراہ فرقوں کے سامنے سر نگوں نہ ہوئے : اس لئے حضرت قائد اہلسنت علیہ الرحمہ والرضوان نے اسلامی فرقوں کے درمیان سیاسی اتحاد پیدا کرنے کی کوشش کی، اور وہ اس میں کامیاب ہوئے، اس کے خوشگوار نتائج وثمرات بھی حاصل ہوئے، انھوں نے صرف اس پر اکتفا نہ کیا بلکہ مملکت خداداد پاکستان کے فوجی آمروں اور ڈکٹیٹروں کے لئے صف بندی ضروری خیال کیا، کیونکہ ایک طرف فوجی آمریت جو دشمنان اسلام کے ساتھ اپنی دوستی کا ہاتھ دراز کر رہی تھی، ایسے آمروں کو اپنے آمرانہ نظام کی بھلائی اس میں نظر آرہی تھی کہ اعدائے دین اسلام کے سامنے کاسۂ گدائی لے کر پھرتے رہیں، دوسری طرف وہ بدطینت لوگ اپنی سوچی سمجھی تدبیروں کے ذریعہ بڑی چابکدستی وچالاکی سے قوم مسلم کو نیست ونابود کرنا چاہتے تھے.

جنوب مشرقی ایشیا میں اگر کسی سنی عالم دین کی اس نکتہ پر نظر پڑی تو وہ حضرت قائد اہلسنت حضرت شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات والا صفات ہے، یہ بات سرتا سر غلط ہے کہ اسلام کے نام پر جو گمراہ فرقے پیدا ہوئے، وہ ان کے سامنے سرنگوں ہو گئے، بلکہ صداقت یہ ہے کہ ان سے بلند بالا رہتے ہوئے ان کے ذریعہ ملت اسلامیہ کی خدمت کا ایک راستہ تلاش کیا.

عصر حاضر کے ایک بہت بڑے نباض : اس سلسلے میں آپ کی ذات اقدس پر کافی نکتہ چینیاں کی گئیں، اور آپ کو بے حد مطعون کیا گیا، آپ کے خلاف جھوٹے پروپیگنڈے کئے گئے، جس سے کچھ بھولے بھالے مسلمان کے ذہنوں میں نفرت و بیزاری پیدا ہوئی، اور کچھ لوگ آپ کی عظمت کے قائل ہونے کے باوجود آپ کی

عالمی تحریک کے ہمنوا نہ بن سکے چنانچہ گزشتہ سال جب میں عمرہ کے لئے گیا، نماز پڑھنے کے بعد مسجد حرام سے واپس ہوا، تو ایک پاکستانی نے مجھ سے مخاطب ہو کر کہا کہ آپ کس ملک سے آئے ہیں، اور کہاں کے رہنے والے ہیں، میں نے کہا میں بھارت کا رہنے والا ہوں، اس کے صوبۂ اتر پردیش کے ضلع فیض آباد سے آیا ہوں، پھر وہ ہندوستانی مسلمانوں کے بارے میں متواتر سوالات کرنے لگا، میں نے مصلحتاً ان کے جواب سے گریز کیا، اور یہ دریافت کیا کہ جناب کس ملک کے رہنے والے ہیں؟ کہاں سے آئے ہیں؟ تو انھوں نے کہا کہ میں پاکستان سے آیا ہوں، کراچی کا رہنے والا ہوں، جیسے ہی انھوں نے کراچی کا نام لیا، حضرت شاہ صاحب کا چہرہ مہرہ بلکہ ان کا پیکر مجسم میرے ذہن کے پردوں پر مرتسم ہو گیا، میں نے دوبارہ سوال کیا کہ کیا آپ قائد اہلسنت حضرت شاہ احمد نورانی صاحب مدظلہ العالی کو جانتے ہیں، تو انھوں نے جواب میں کہا: خوب اچھی طرح جانتا ہوں، وہ ایک زبردست عالم دین ہیں، نہایت شریف طبیعت کے ہیں، صوم وصلوۃ کے بڑے پابند ہیں، دین ودیانت میں ان کے جیسے کم لوگ ہوں گے، نیکی وپارسائی ان کی فطرت میں داخل ہے، بہت شگفتہ گفتگو کرتے ہیں، شریف کلام وخوش آواز ہیں، کراچی جیسے بڑے شہر میں خدا جانے کتنے حفاظ وقراء ہوں گے، جو خوش الحانی کے ساتھ قرآن شریف پڑھتے ہوں گے، لیکن جس خوش آوازی سے نورانی میاں قرآن شریف پڑھتے ہیں، ان کی تعداد قلیل ہوگی، وہ جس وقت سلام عربی لب ولہجہ میں پڑھتے ہیں تو سماں بندھ جاتا ہے، بڑا کیف پیدا ہوتا ہے، سننے والا وجد میں آجاتا ہے، ان کی تمام باتیں بڑی بھلی اور پیاری لگتی ہیں لیکن ایک بات کھٹکتی ہے، وہ یہ کہ وہ سیاست داں ہیں،

یہ ہم لوگوں کو بہت ناپسندیدہ ہے، ہم ان کی عزت کرتے ہیں، لیکن ان کے اس عمل سے ہم ضرور اختلاف کرتے ہیں.

ایک پاکستانی بھائی کے اس بیان سے (اور وہ بھی بیان کہاں دیا؟ حرم شریف میں دیا، مسجد حرام کے سامنے دیا) میں سوچ میں پڑ گیا کہ کراچی کا رہنے والا یہ مسلمان حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اس قدر متأثر کہ میرے روبرو ان کے فضائل و مناقب صاف لفظوں میں بیان کرتا رہا، لیکن اس کے دل میں ایک کھٹک بھی ہے، کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک سیاستداں گویا اس کے بقول وہ ''شجر ممنوعہ'' کے قریب تھے، ان کا تعلق ہر کس وناکس سے تھا، ان کی عظیم شخصیت پر یہ ایک دھبہ تھا، لیکن اس راقم الحروف کے نزدیک ان کی شخصیت کے اندر اس قدر انجلاء پایا جاتا تھا، بالفاظ دیگر ان کی ذات والا صفات اتنی روشن وتابناک تھی، کہ ان کی ہستی کے قائل ومعترف وہ لوگ بھی ہوئے جو ان سے عقیدہ میں اختلاف رکھتے تھے، اور آپ نے ان سے مصالحانہ روش اس لئے اختیار کی کہ آپ عصر حاضر کے بہت بڑے نباض تھے، آپ روشن خیال ہی نہیں تھے، بلکہ روشن ضمیر بھی تھے.

معاندانہ پروپیگنڈیے کی لہریں :اس لئے قوم وملت کا درد آپ کو مجبور کررہا تھا، کہ تشدد وتعصب چھوڑ کر تھوڑی دیر نرم پالیسی اختیار کریں، تاکہ جو لوگ دشمنان اسلام کے خلاف ان کو تعاون دے سکیں، وہ سیاسی سفر میں ان کے ساتھ رہیں، اور وہ امیر کارواں بن کر سب کو ہدایت دیتے رہیں.

مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ سنی جماعت کے بہت سے ایسے قابل

احترام مشائخ وعلمائے دین ہیں جنھوں نے حضرت شاہ صاحب سے اختلاف کیا، اور میں تھوڑی دیر کے لئے مان لیتا ہوں کہ ان کا اختلاف نفس کی خاطر نہیں تھا، بلکہ دین ودیانت کی بنا پر تھا، لیکن میں یہ عرض کرنے کی جرات ضرور کرتا ہوں کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ الہ علیہ نے مصلحت وقت کے مطابق اپنا راہ عمل متعین کیا تھا، اور اس سیاست کا دامن انھوں نے نہیں چھوڑا جو صداقت پر مبنی تھی، جس کے بارے میں اسلام کا دامن وسیع تر نظر آرہا ہے، حکمت ودانائی کی بنا پر یا مصلحت وقت کے تقاضوں کے مطابق بڑے سے بڑے دشمن سے اسلام مصالحت کی اجازت دیتا ہے، اس لئے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس سیاسی میدان میں قدم رکھا، جو نظام مصطفیٰ کے قیام کے لئے تھا، اور اپنی پوری زندگی اس میں صرف کردی، ان کی حیات پاک میں کوئی اتار چڑھاؤ نہیں پایا گیا، وہ ایسے مسافر نہیں تھے جس کو اپنی منزل مقصود کا پتہ ونشان معلوم نہ ہو، ان کو خوب معلوم تھا کہ جس راہ پر وہ رواں دواں ہیں، اس کے لئے لازم ہے کہ مسلمانوں کے مختلف فرقوں وگروہوں کے اختلاف عقائد کے باوجود سیاسی پلیٹ فارم پر یک گونہ اتحاد پیدا کیا جائے، ورنہ مخالفانہ معاندانہ پروپیگنڈہ کہ لہریں ایسی اٹھ رہی ہیں، کہ جن کے مقابلہ کے لئے انفرادی کوشش ایسی ہی ہے، جیسے کوئی تنکا سمندر کے ہیبت ناک لہروں سے مقابلہ کرنے کے لئے ہو۔

پیروان اسلام کے لئے مشعل راہ : دنیا بھر کے دانشمند وہوشمند جو ملت اسلامیہ سے ہمدردی رکھنے والے ہوں، وہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کارناموں اوران کی حکمت عملیوں کو تا ابد سراہتے رہیں گے، اوران کی یاد سے اپنے دلوں

میں ہوشمندی کی شمع جلاتے رہیں گے، وہ اس دار فانی سے رحلت فرما گئے، اللہ کے حضور اپنے کارناموں کے ساتھ پہونچ گئے، اب ہم نورانی کے نورانی چہرہ کونہیں دیکھ سکتے، لیکن ان کا اخلاص، ان کی دیانت، دین اسلام پر ان کے فدا ہونے کا جذبہ، قرآن حکیم کے ساتھ ان کا شغف اور دل کا گہرا لگاؤ، ملت مسلمہ کے لئے ان کا سوز وگداز، انکی نغمہ بار آواز، ان کی صداقت وراستی، ان کی تواضع وفروتنی، ان کی دانشمندانہ روش اور حکمت عملی، ان کے مکارم اخلاق، ان کے متعلق ان سب عنوانوں پر مستقبل کا مورخ اپنی جودت فکر کا مظاہرہ کرے گا، اور سب پر اپنے قلم کی جولانی وروانی دکھائے گا، جو دین اسلام کے شیدائیوں کے لئے مشعل راہ ثابت ہوگی۔

حضرت شاہ صاحب حرص دنیا سے بے نیاز : ہمارے علاقہ کے مشہور دار العلوم فضل رحمانیہ میں دس سال کے طویل عرصہ تک درس وتدریس کا فریضہ انجام دینے والے حضرت مولانا قاری رضاء المصطفیٰ صاحب فرزند بلند اقبال صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ ترک وطن کر کے کراچی تشریف لے گئے، وہاں ایک بڑی مسجد کے امام وخطیب مقرر ہوئے، ایک مرتبہ وہ کئی سال ہوئے اپنے وطن اصلی گھوسی تشریف لائے، پھر مبارکپور الجامعۃ الاشرفیہ میں رونق افروز ہوئے، ان کے استقبال کے لئے اساتذہ وطلبہ کا ایک شاندار جلسہ ہوا، انھوں نے استقبالیہ تقریر میں فرمایا: کہ ہندوستان میں علماء بالخصوص سنی علماء سیاست سے کنارہ کشی میں اپنی عافیت تصور کرتے ہیں، بلکہ اس کو "شجر ممنوعہ" خیال کرتے ہیں، لیکن پاکستان میں ایسا نہیں ہے، وہاں علمائے کرام سیاست میں بھر پور حصہ لیتے ہیں، گروہ علماء میں بھی اعلی درجہ کے سیاست داں پائے

جاتے ہیں، دیکھئے حضرت شاہ نورانی میاں مدظلہ العالی ایک زبردست عالم دین ہوتے ہوئے بھی وہ بلند کردار سیاستدان ہیں، وہ اتنے اونچے درجہ کے رہنما ہیں کہ ان کے سامنے بڑے بڑے سیاسی قائد گھٹنے ٹیکتے ہوئے نظر آتے ہیں، وہ بہت نیک خصلت انسان ہیں، کراچی شہر میں اگر میں کسی عظیم ہستی سے متاثر ہوا تو وہ نورانی میاں ہیں، وہ قومی خدمت کی راہ میں بڑے مخلص ہیں، وہ حرص دنیا سے بالکل پاک وصاف ہیں، جب پاکستان کی قومی اسمبلی کراچی میں تھی، تو اس کے ممبر تھے، وہ اس میں شرکت کے لئے پیدل جایا کرتے تھے، ایک مرتبہ ان کے علم میں لائے بغیر ایک گاڑی خریدی، نہایت اعلیٰ درجہ کی کار، اس کو لے کر ان کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوا، اور اس کی کنجی ان کے حوالے کر کے عرض کیا کہ حضور یہ گاڑی، میں نے اپنی حلال کمائی سے خریدی ہے، مجھ کو بڑا دکھ ہوتا ہے کہ آپ قومی اسمبلی میں شرکت کے لئے پیدل جاتے ہیں لہذا یہ خوبصورت گاڑی آپ کی خدمت میں نذر پیش کر رہا ہوں، آپ نے ایسے موقع پر جو کچھ بھی فرمایا وہ معمولی درجے کے انسان کی بولی نہیں ہوسکتی اس سے قوم مسلم کے لئے آپ کے درد و دکھ کا احساس پیدا ہوا ہے، آپ نے فرمایا کہ:

''میرے عزیز! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں، مجھے آپ معاف کر دیں، میں یہ گاڑی قبول نہیں کرسکتا، کیونکہ جب میں پیدل پارلیمنٹ جاتا ہوں، تو بہت سے حاجتمند راستے میں میرے منتظر رہتے ہیں، میں سب کی باتیں توجہ سے سنتا ہوں، اور میری کوشش یہ ہوتی ہے کہ کسی طرح ان کی ضرورتیں پوری کروں، یہ موقع آئے دن مجھ کو میسر آتا رہتا ہے، لیکن جب میں آپ کی گاڑی میں بیٹھ کر تیزی سے اسمبلی چلا جاؤں گا، تو بہت سے

لوگ مجھ سے مایوس ہوں گے، اور جن کو میرا تھوڑا بہت سہارا مل رہا ہے، وہ اپنے آپ کو بے آسرا خیال کریں گے، اس لئے میرے عزیز میرے نزدیک آپ کے خلوص و محبت کی قدر و قیمت ہونے کے باوجود میں اپنے متعلقین کو محروم نہیں رکھنا چاہتا۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہ کلمات طیبات قلوب انسانی کو مسخر کرنے کے لئے کافی ہیں، مگر محض دلوں کی تسخیر کے لئے نہیں ہے، بلکہ ان کے یہ ارشادات، ان کی عظیم شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالتے ہیں، ان سے یہ بھی احساس اجاگر ہوتا ہے، کہ وہ زندگی کے ہنگاموں، میدان سیاست کے کارزار میں رہتے ہوئے بھی دنیا کے حرص و طمع سے ایک صاف ستھرے عظیم انسان تھے۔

حضرت شاہ صاحب کا اخلاص : حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پندرہ سال پیشتر ۲۰ رمئی ۱۹۸۹ء میں جمدا شاہی کے نیازمندوں کی دعوت پر تشریف لائے، بڑا شاندار استقبال کا انتظام کیا گیا، اس موقع پر ایک عظیم الشان جلسہ بھی ہوا، انھوں نے بڑی جاندار تقریر فرمائی، ان کے مواعظ حسنہ کا ایک ایک لفظ دل کی گہرائیوں میں اتر رہا تھا، مجھے خوب یاد پڑتا ہے کہ انھوں نے حکومت ہند کا شکریہ بھی ادا کیا تھا، کہ اس نے یہاں آنے کی اجازت دی، جلسے کے اختتام پر آپ نے عربی لب و لہجہ میں ایسا سلام پڑھا کہ پورا مجمع وجد میں آ کر جھوم رہا تھا، پھر نہایت رقت آمیز الفاظ میں دعائیں کیں، امت مسلمہ کی خوشحالی کے لئے جب آپ دعا کر رہے تھے، تو ایسا محسوس ہو رہا تھا، کہ ایک دردمند کے دل کی صدا ہے جو دل کی گہرائیوں سے نکل کر زبان پر آ رہی ہے، جمدا شاہی کے نیازمندوں کی امن و عافیت ادارہ علیمیہ کی تعمیر و ترقی کے لئے اتنی رقت

آمیز الفاظ میں آپ نے دعائیں کیں کہ خود آپ آبدیدہ تھے، اور شرکائے اجلاس کے آنسوؤں کی لڑیاں جاری تھیں۔

جمداشاہی میں اجلاس کے بعد آپ کا قیام بہت مختصر رہا، روانگی کے وقت سیٹھ غلام مصطفیٰ رضوی مرحوم نے (دارالعلوم علیمیہ کی طرف سے نہیں) بلکہ اپنی جیب خاص سے گیارہ ہزار روپے کا نذرانہ عقیدت پیش کیا، آپ نے صاف لفظوں میں اس خطیر رقم کو لینے سے انکار کر دیا، جب سیٹھ نے بہت اصرار کیا، اور حد سے زیادہ اپنی نیازمندی کا اظہار کیا تو آپ نے محض ایک سو ایک روپے لے لیا، اور باقی نذرانہ کی رقم دارالعلوم علیمیہ کو مرحمت فرمادی۔

روانگی کے وقت تمام نیازمند واخلاص کیش چشم پرنم تھے، سب کے قلوب جوش عقیدت سے لبریز تھے، سب کو دعائیں دیتے ہوئے جمداشاہی سے روانہ ہوئے، اور بذریعہ ٹرین بمبئی پہونچ گئے، بمبئی میں دو تین دن قیام رہا، وہاں کے مشہور صنعت کار جناب محمد حسین الانہ مرحوم نے ایک خطیر رقم بطور نذر پیش کیا، لیکن جب سانتا کروز کے بین الاقوامی ہوائی اڈے پر مولانا معین الحق علیمی کے ہمراہ آئے اور وہاں سے پرواز کا وقت قریب آیا تو آپ نے وہ ساری رقم مولانا علیمی کے حوالے کر کے فرمایا، کہ یہ دارالعلوم علیمیہ کے لئے میری طرف سے نذر ہے۔

اس طرز عمل سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مولانا علیمی کے اس وسوسہ کو دور فرمایا کہ کیا علت ہوئی کہ ایک جانب سیٹھ غلام مصطفیٰ رضوی کا نذرانہ قابل قبول نہ ہوا، اور دوسری جانب بمبئی کے ایک بڑے صنعت کار کے رقم کو قبول فرمالیا، آپ

یہ ظاہر کرنا چاہتے تھے کہ میں نے جو کچھ بھی قبول کیا، اپنی ذات کے لئے نہیں، بلکہ دارالعلوم علیمیہ کے لئے۔ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ واضح کر دیا کہ وہ حریص الدنیا عالم دین نہیں تھے، اور اسی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ کا قلبی لگاؤ دارالعلوم علیمیہ سے کتنا گہرا تھا، کیونکہ ہندوستان سے جو کچھ نذر و نیاز ملا وہ سب اپنے جیب کے حوالے نہیں کیا، بلکہ ادارۂ علیمیہ کے حوالہ کیا، علیمیہ کے ساتھ جو آپ کا ربط و تعلق تھا، اس کا اظہار ان کلمات طیبات سے بھی ہوتا ہے، جو انھوں نے اپنے معائنہ کے وقت تحریر فرمایا تھا:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی حبیبہ سیدنا وحبیبنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ وآلہ وصحبہ ومن والاہ۔

اما بعد! دارالعلوم علیمیہ میں ۱۹۶۱ء کے بعد حاضری کی سعادت میسر ہوئی، اس عرصہ میں اس دارالعلوم نے حیرت انگیز ترقی کی، احباب اہلسنت انتہائی مبارکباد کے قابل ہیں کہ انھوں نے مالی قربانی دے کر اس ادارہ کو جن سے یہ منسوب ہے، ان کے نام نامی اسم گرامی شایان شان بنا دیا، اور مزید ترقی کی جدوجہد جاری ہے، والد ماجد حضرت مبلغ اعظم مولانا شاہ عبدالعلیم صاحب صدیقی مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی دعائیں اس ادارہ کے ساتھ ہیں، ان کی روحانی برکات سے ماشاءاللہ یہ مرکز علم تاقیامت تشنگان علم کو سیراب کرتا رہے گا۔

مولی تعالی مدرسے کے معاونین وسرپرست حضرات نیز مدرسین وطلبہ کو دینی

ودنیوی برکات سے مالا مال فرماتا رہے، اور یہ چشمۂ علم وعرفان تا قیامت جاری وساری رہے، آمین! فقط

شاہ احمد نورانی صدیقی

نزیل جمید اشاہی (۱۴؍شوال ۱۴۰۹ھ مطابق ۲۰؍مئی ۱۹۸۹ء)

دارالعلوم علیمیہ سے گہری وابستگی: آپ کے معاینہ کی اس تحریر سے جانا جاسکتا ہے کہ ادارہ سے کتنی گہری وابستگی رہی، اس کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ یہ ان کے والد بزرگوار حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کی ذات اقدس کی طرف بھارت جیسے وسیع وعریض ملک میں یہ واحد ادارہ ہے، اور یہی ان کی وابستگی ہے کہ راقم الحروف نے ادارۂ علیمیہ کی تعمیر وترقی کے سلسلے میں جو کچھ جدوجہد کی، اس کے پیش نظر میری قدر ومنزلت کرتے رہے، بلکہ یہ کہنا زیادہ درست ہوگا کہ جس کاوش ذہنی کا اس ادارہ کی ترقی میں مظاہرہ کیا اس کو نہ صرف قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھا بلکہ دنیا کے دوسرے ممالک میں خواہ وہ افریقی ممالک ہوں یا یورپی ممالک جہاں کہیں آپ کا دورہ ہوا سب جگہ اپنے مریدین ومتاثرین کے روبرو مجھ جیسے حقیر وبے مایہ کو بہترین الفاظ سے سراہتے رہے، اور میرے بارے میں اچھے خیالات کا اظہار بے دریغ فرماتے رہے، کیونکہ ان کو یقین حاصل تھا کہ اس ادارہ کی تعمیر وترقی میں تھوڑا بہت میرا بھی حصہ ہے، اس بنا پر اپنی اعلیٰ ظرفی سے میرے اوپر بہت شفیق ومہربان تھے۔

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کا میری ذات کے ساتھ کوئی موازنہ نہیں کیا جاسکتا، وہ بلندوبالا انسان تھے، ان کی شخصیت عالمگیر تھی، وہ ایشیائی ممالک سے لے کر یورپی اور افریقی ممالک میں بھی بہت مقبول تھے، ان کی شہرت وناموری کا آفتاب نصف

84771

النہار پر تھا، اور میں ان کے روبرو ایک ذرۂ ناچیز، گمنام، کنج خمولی میں رہنے والا، مدرس ہوں، درس وتدریس کے سوا میرا کوئی مشغلہ نہیں، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ایک خصوصیت یہ تھی کہ ان سے جو بھی متعلق ہوا خواہ اس کا تعلق ادنی درجہ کا ہی کیوں نہ ہوا اپنی اعلی ظرفی وبلند خیالی کی بنا پر اس کو بہت نوازتے تھے، میرے اوپر بھی اپنے کرم ونوازش کی بارش فرمائی۔

راقم الحروف کے ساتھ خصوصی تعلق: ابھی ابھی جمد اشاہی کے جس سفر کا تذکرہ ہوا، پہلی ملاقات میں مجھ سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ میں یورپ کے دورے پر گیا تھا، متعدد شہروں کے دورے کے بعد جب میں فرانس کے دارالسلطنت پیرس پہونچا تو وہاں ایک مرید نے تحفہ میں گھڑی پیش کی، معاً آپ کا خیال آیا، اس کو میں نے آپ کے لئے محفوظ کرلیا، اور گھڑی کے خوبصورت ڈبہ کو میری طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ لیجئے آپ کو نذر ہے، اب تک یہ نادر ونایاب تحفہ حضرت شاہ صاحب کے یادگار کے طور پر محفوظ ہے، جب بھی میں اس کو دیکھتا تھا، تو ان کے تصور وخیال سے مسرور و شادماں رہتا تھا، مگر اب جب میں اس کو دیکھتا ہوں تو میری عجیب وغریب حالت ہوجاتی ہے، اور آپ کی جدائی وفراق سے میں صرف غمگین واداس ہوجاتا ہوں بلکہ بے قراری میں تڑپ اٹھتا ہوں۔

حضرت قاری یحیی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا تاثر: حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کراچی کے رہنے والے نہیں تھے، بلکہ ان کا وطن اصلی یا آبائی وطن بھارت کا شہر میرٹھ ہے، وہ یہاں سے ترک وطن کرکے پاکستان چلے گئے، اور

جب تک ہمارے ملک میں رہے، بچپن سے لے کر جوانی تک مجھ سے ان کا کوئی تعلق نہ رہا، ان کے یا ان کے پدر بزرگوار کے بارے میں مجھ کو کچھ معلومات حاصل نہ تھی، البتہ قاری محمد یحیی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان کے ہم سبق تھے، بعد میں وہ الجامعۃ الاشرفیہ کے نظامت کے عہدے پر فائز ہوئے، جب میں ادارہ اشرفیہ میں بحیثیت مدرس رہا، تو قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت شاہ صاحب کے متعلق عہد طالب علمی میں اپنی رفاقت کو بیان کیا، بارہا انھوں نے فرمایا کہ وہ بچپن ہی سے نہایت خوش اخلاق، بلند خیال تھے، عجیب اتفاق ہے کہ ان دونوں شخصیتوں میں ایک وصف مشترک تھا وہ یہ کہ دونوں بڑھاپے کی منزل کو پہنچنے کے باوجود نہایت خوش الحان قاری تھے، ان کی آوازوں میں وہی کشش رہی جو جوانی میں تھی، یہ جملہ معترضہ کچھ طویل ہوگیا، مجھ کو یہ بتانا تھا کہ حضرت قاری یحیی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں کچھ معلومات حاصل ہوئیں، پھر جب میں دارالعلوم علیمیہ میں تدریسی خدمات انجام دینے کے لئے آیا، تو وہاں ان سے دو مرتبہ ملاقات ہوئی ان کو نہایت خوش اخلاق، بلند خیال، عالی ظرف، دور اندیش انسان پایا، اور مجھ کو یہ یقین حاصل ہوا کہ ان کی ذات اقدس میں قیادت کے جوہر نمایاں ہیں، پھر ان سے تعلقات استوار ہوئے، اور ان سے خط و کتابت ہوئی، یا ٹیلیفون پر ان سے گفتگو ہوئی، تو ان کے ہر ہر لفظ سے خلوص و محبت کی جھلک میں نے محسوس کی، چنانچہ میں دارالعلوم علیمیہ سے ایک خط انھیں کی خدمت عالیہ میں حاضر کیا تو انھوں اس کا مفصل جواب تحریر فرمایا، اس مکتوب گرامی کو پڑھ کر یہ جانا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے کریم النفس انسان تھے، آپ تحریر فرماتے ہیں کہ:

گرامی قدر محترم جناب حضرت علامہ عبداللہ خاں عزیزی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ مزاج گرامی مع الخیر ہوں گے، گرامی نامہ ملا، یاد فرمائی کا شکریہ، یورپ کے تبلیغی دورہ کی وجہ سے نومبر میں انڈیا کا پروگرام نہ بن سکا، انشاء اللہ اولیں فرصت میں آنے کی سعی کروں گا۔

جامعہ علیمیہ کے لئے آپ کی کاوشیں وخدمات ناقابل فراموش اور تاریخ کا حصہ ہیں، اللہ تعالی آپ کو سلامت رکھے اور دارین میں اس کا اجر عطا فرمائے آمین! بجاہ سید المرسلین ﷺ۔

جامعہ کے طلبہ کو بغداد بھیجنے میں آپ نے جو کچھ کیا ہے وہ صدقۂ جاریہ ہے، ان شاء اللہ آپ اس کے اجر سے مستفیض ہوتے رہیں گے، جو طلبہ بغداد شریف میں زیر تعلیم ہیں، ان کے انتظامات کے سلسلے میں بات چیت ہو چکی ہے، آپ فکر نہ فرمائیں، ان شاء اللہ وہ تعلیم جاری رکھیں گے۔

مولانا معراج الحق سلمہ چار سالہ کورس پورا کرنے کے بعد واپس آئیں، تو آپ ان سے ان کی علمی استعداد کے مطابق کام لیں۔

میری رائے ہے کہ مولانا احمد رضا سلمہ کو اپنی تعلیم مکمل کرنی چاہئے، انتظامات کے بارے میں آپ فکر مند نہ ہوں۔

احباب و پرسان حال کی خدمت میں نیازمندانہ سلام عرض ہے، آپ مجھ فقیر کو دعائے خیر میں یاد رکھیں والسلام

فقیر شاہ احمد نورانی صدیقی غفرلہ

کراچی ۔۲۶ رشعبان ۱۴۱۸ھ

۲۷ر دسمبر ۱۹۹۷ء

اللہ اللہ میری قسمت : سال گزشتہ میں عمرہ ادا کرنے کے لئے حرمین طیبین حاضر ہوا، مدینہ منورہ سے فون پر گفتگو ہوئی، تو اتنے حسین انداز میں مجھ سے بات کی کہ میں اسکو بیان کرنے سے قاصر ہوں، فرمایا کہ میری قسمت کی بلندی ہے، کہ دیار پاک حبیب صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ مجھ کو نہیں بھولے، اور روضۂ پاک کے قریب ہی سے آپ مجھ سے مخاطب ہوئے، مجھ کو بے حد مسرت وخوشی ہوئی، اللہ تعالی آپ کو جزائے خیر دے، مدینہ منورہ ہی سے میں نے ایک تفصیلی خط لکھا، ایک پاکستانی کے بدست ان کی خدمت عالیہ میں ارسال کیا، عمرہ سے واپس آنے کے بعد میں نے دوبارہ فون کیا، اور یہ دریافت کیا کہ حضرۃ المکرّم کو میرا مراسلہ پہونچا کہ نہیں، تو آپ نے فرمایا اللہ اللہ میری قسمت کہ آپ نے مجھ کو مدینہ منورہ سے اپنا مکتوب ارسال کیا، اور جامعہ علیمیہ کی تعمیر وترقی کے سلسلے میں آپ نے ڈبل معلومات فراہم کی، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے دارالعلوم علیمیہ کا تذکرہ آتا تو وہ بہت مسرور وشاداں ہوتے تھے، اور ادارہ کی ترقی کے لئے بہت دعائیں کرتے تھے، اور ان کی دعاؤں کے الفاظ سے خلوص کے جذبہ کا اظہار ہوتا تھا۔

اللہ تعالی کی بارگاہ میں خلوص قدر کی نیت : حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ پاکستان کی سیاسی سرگرمیوں میں بھرپور حصہ لیتے تھے، لیکن جیسا کہ

میں نے پہلے بتایا ہے کہ ان کی سیاست دین و دیانت سے جدا نہیں ہوتی تھی، وہ محض سیاسی رہنما نہیں تھے، بلکہ فی الواقع ان کی ذات اقدس اسلامی قیادت کا جوہر پایا جاتا تھا یہی وجہ ہے کہ دنیا بھر میں جتنے اسلامی ادارے ہیں، سب کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے، اور سب کے بارے میں نہ صرف اچھے خیالات کا اظہار کرتے تھے، بلکہ اپنے متوسلین و مریدین کو تمام سنی اداروں کی امداد و تعاون کی ترغیب دیتے تھے، اور بڑے خوبصورت انداز میں اسلام کی خدمت کا جذبہ ابھارتے تھے، اس بارے میں ان کی نگاہ بلند بھارت کے صوبہ اتر پردیش کے ضلع بستی کے دارالعلوم علیمیہ پر پڑتی تھی، کیونکہ یہ ادارہ حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمۃ والرضوان کی ایک علمی یادگار ہے، چنانچہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دارالعلوم علیمیہ کے عہد صدارت میں مجھ کو اس بات کی ترغیب دی کہ ادارہ کے فارغین کو دنیا کے نامور دینی اداروں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آمادہ وتیار کریں، میں نے اپنی بے بضاعتی اور بے سروسامانی کا اظہار کیا تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خلوص نیت کی قدر ہے، پردۂ غیب سے وہ اسباب فرمائے گا کہ آپ دقت و پریشانی میں مبتلا نہ ہوں گے، بس آپ اپنی جدو جہد جلد ہی شروع کر دیجئے جو کچھ تعاون میری طرف سے ممکن ہوگا میں ان شاء اللہ پیش کرتا رہوں گا، عرب ممالک کے جامعات میں سے خواہ مصر کا جامعہ ازہر ہو، یا جامعہ صدام بغداد شریف ہو یا لیبیا کا جامعہ اسلامیہ ہو، جس جامعہ میں آپ اپنے طالبعلموں کا داخلہ کروانا چاہیں گے، میں اپنے اثر ورسوخ کو ضرور استعمال کروں گا، داخلہ کے علاوہ اگر ممکن ہوا تو میں اسکالرشپ بھی دلواؤں گا۔

آپ کے حکم وارشاد سے راقم الحروف کو بڑا حوصلہ ملا، اوراس بارے میں جد وجہد شروع کردی گئی، اور جامعہ صدام للعلوم الاسلامیہ بغداد شریف میں طلبہ کو بھیجنے کا منصوبہ بنایا گیا، اس سلسلہ میں حقیر کا کوفی محنت وکاوش کرنی پڑی، لیکن حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے میں نے عزم مصمم کرلیا تھا.

تمام دقت وپریشانیوں کے باوجود میرے پائے ثبات میں لغزش نہ ہوئی، اور دو تین سالوں کے درمیان نصف درجن علیمیہ کے فارغین کو بغداد شریف حصول علم کے لئے بھیجا گیا، ہر موقع پر ان طلبہ کو حضرۃ المکرّم کی طرف سے سہولتیں ملتی رہیں، اگر داخلہ میں دشواری پیش آئی تو آپ نے ان دشواریوں پر قابو پانے کے لئے صرف زبانی تدبیر نہ بتائی بلکہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے داخلہ کروا کے جملہ سہولتیں فراہم کیں.

بغداد شریف میں زیر تعلیم طلبہ کو تسلی آمیز نصیحت : علیمیہ کے طلبہ کے بارے میں جو بغداد شریف میں زیر تعلیم رہے، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کیا طرز عمل تھا، اوران پر کتنے شفیق ومہربان تھے، اوران کی دشواریوں میں ان کو کتنی تسلی وتشفی دیتے تھے، اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے جب آپ بغداد شریف تشریف لے جاتے تو دارالعلوم علیمیہ کے بغداد شریف میں زیر تعلیم طلبہ سے ضرور ملاقات کرتے، اور وہاں کی پابندیوں کی وجہ سے ان کو جو مشکلات پیش آتیں، اس پر فرماتے کہ آپ طالبان علوم دینیہ ہیں، آپ لوگوں کو حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے سیرت وکردار کو اپنے پیش نظر ہمیشہ رکھنا چاہئے، کیونکہ آپ ان کی بارگاہ میں حاضر ہیں، انھوں نے اسلامی علوم کے لئے کتنی مشقتیں جھیلیں اس زمانہ میں آپ ان کا تصور نہیں کرسکتے.

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی خدمات اور ان کی شخصیت کا جو تذکرہ اس نوادر
مندرجہ قلم کاروں نے مختلف پہلوؤں سے پیش ان کی سیرت و کردار پر تفصیلی بحث کی۔ ان
زندگی کے حالات پر مختصر روشنی ڈالی گئی۔ ان کی دینی و ملی خدمات کا آئینہ پیش کیا گیا۔ اس
صاف شفاف آئینہ میں ان کی عظیم شخصیت کی جلوہ گری خوب خوب دیکھی جا سکتی ہے۔
افسوس صد افسوس! مستقبل قریب میں ان کے جیسا قائد و رہنما ملنا مشکل نظر آ رہا ہے
وہ اس دار فانی سے چلے گئے۔ اور اپنے ساتھ سب آرزوئیں لے کر چلے گئے۔ موت عالم
موت عالم کے وہ مصداق تھے۔ خدائے تعالیٰ امت مسلمہ کو ان کے جادہ مستقیم پر چلنے کی
توفیق مرحمت فرمائے۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

آسماں ان کی لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

محمد شمشاد حسین رضوی
شیخ الجامعہ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف
۵ ذی القعدہ ۱۴۲۴ھ ۱ جنوری ۲۰۰۴

نورانی میاں علیہ الرحمہ کی نورانی زندگی

محمد نظام الدین قادری مصباحی
دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، بستی

نام و نسب: آپ کا اسم گرامی شاہ احمد نورانی ہے، آپ کے والد گرامی مبلّغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ اور جدّ امجد شاہ عبدالحکیم جوش صدّیقی ہیں، چونکہ آپ کا سلسلۂ نسب خلیفۂ اول، افضل البشر بعدالانبیاء یارِ غار حضرت ابوبکر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے، اس نسبت سے آپ صدیقی کہلاتے ہیں۔

تاریخ و لادت: ۱۷/رمضان المبارک ۱۳۴۴ء مطابق ۳۱/مارچ ۱۹۲۶ء کو میرٹھ کی سرزمین پر رونق افزائے عالم شہود ہوئے، خیال رہے کہ ۱۷/رمضان المبارک کی تاریخ اسلام کی نگاہ میں ایک یادگاری تاریخ ہے، یہی وہ مقدس تاریخ ہے جب دنیا کی آنکھوں نے یہ حیرت افزا منظر دیکھا کہ بدر کے میدان میں مٹھی بھر توحید پرستوں نے وسائل حرب وضرب کے افلاس کے باوجود بھاری اسلحوں سے لیس اور مادی قوتوں سے سرشار مخالفین حق وصداقت کا غرور خاک میں ملا دیا تھا، اگر بابرکت ساعتوں کی فیض رسانی درست ہے تو یہ کہنا بجا ہے کہ اس مسعود تاریخ میں آنکھ کھولنے والے اس فرزند کی زندگی کے بہت سارے کارنامے اس معرکہ کے مظہر و آئینہ دار ہیں، یہی وجہ ہے کہ آپ نے مخالفین اسلام کے بہت سارے منصوبوں اور سازشوں کا سر قلم کر کے رکھ دیا ہے۔

گھریلو ماحول اوروالدین کریمین: قائد اہل سنت علیہ الرحمہ ایک مذہبی اور علمی گھرانے کے چشم و چراغ ہیں، آپ نے اس ماحول میں آنکھیں کھولیں جہاں

قال اللہ وقال الرسول کی پاکیزہ صدائیں سنائی دے رہی تھیں، چنانچہ آپ کے جد امجد حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب برِّصغیر کے نامور صوفی اور عالم دین ہونے کے ساتھ عظیم شاعر بھی تھے، جوش تخلص فرماتے تھے، میرٹھ کی جامع مسجد کے امامت کے فرائض کی انجام دہی بھی آپ کے حوالہ تھی، آپ کے ایک چچا نذیر احمد بمبئی میں جامع مسجد کے امام تھے، آپ کے دوسرے چچا بچوں کے مقبول ترین شاعر اسمٰعیل میرٹھی ہیں جن کی زندہ وجاوید نظمیں آج بھی پرائمری سے یونیورسٹی کی سطح تک داخل نصاب ہیں.

آپ کے والد گرامی مبلغ اسلام حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ حضور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کے خلیفۂ مجاز ہیں، ۱۵/رمضان المبارک ۱۳۱۰ء مطابق ۲/اپریل ۱۸۹۲ء میں میرٹھ کی سرزمین پر پیدا ہوئے، سولہ برس کی عمر میں جامعہ اسلامیہ قومیہ میرٹھ سے درس نظامی کی سند حاصل کی، ۱۹۱۷ء میں بی اے پاس کیا، بریلی شریف حاضر ہوئے، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان قدس سرہ العزیز سے بیعت کی اور خرقۂ خلافت حاصل کیا، آپ نے چالیس سال تک افریقہ، امریکہ، کینیڈا، انڈونیشیا، سنگاپور، ملایا وغیرہ کئی دوسرے ممالک میں اہل سنت کا پیغام پہونچایا، جس کے نتیجہ میں پچاس ہزار سے زائد غیر مسلموں نے حلقۂ اسلام میں داخل ہوکر سعادت ابدی حاصل کی، ۱۹۵۱ء میں آپ نے پوری دنیا کا طویل دورہ کیا، جس کی وجہ سے بورنیو کی شہزادی، ماریشش (جنوبی افریقہ) کا گورنر مروات اور ٹرینی ڈاڈ کی ایک وزیر مشرف باسلام ہوئے، آپ نے دیگر علماء اہل سنت کے ساتھ مل کر دستور اسلامی آئین کا مسودہ بھی تیار کیا. (تعارف علماء اہلسنت)

حقیقت یہ ہے کہ بیرون ہند و پاک مسلک اہلسنت سے روشناس کرانے میں خلیفہ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمہ نے جو مساعی جمیلہ فرمائی ہیں وہ آب زر سے لکھے جانے کی قابل ہیں، آپ مسلک رضویت کے سچے ناشر و ترجمان تھے، آپ کی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع اور آفاقی ہے جس کا احاطہ کرنا مشکل کام ہے، افسوس ناک پہلو یہ ہے کہ آپ کی وفات کو نصف صدی گزر جانے کے بعد بھی آپ کی بکھری ہوئی عالمی خدمات کو صفحۂ قرطاس پر یکجا نہیں کیا جا سکا ہے جو پوری ملت پر ایک قرض ہے، اس بابت خوش آئند بات اور مسرت افزا پیش رفت یہ ہے کہ دارالعلوم علیمیہ کے ارباب حل و عقد نے مستقبل میں ایک عظیم سیمینار منعقد کرانے کا منصوبہ بنا کر اس قرض سے سبکدوشی کا ذہن بنالیا ہے، مالی دشواریاں حائل ہیں لیکن آپ کے معتقدین اور ارباب قلم کا تعاون رہا تو انشاء اللہ الرحمٰن دارالعلوم علیمیہ یہ مستحسن کام ضرور انجام دے گا؛ کیونکہ یہ ادارہ تو آپ کی ایماء پر آپ کے چند باوفا مریدین و مخلصین کا قائم کیا ہوا ہے، اور آپ ہی کی فکری نہج پر عالمی علماء و مبلغین تیار کرنا اس کا بنیادی نصب العین ہے، اور آپ نے گنبد خضری کی نورانی چھاؤں میں اس کے فروغ و ارتقاء کے لئے دعائیں کی ہیں.

۱۹۵۴ء میں آپ کا وصال ہوا، اور صحابۂ کرام کے جھرمٹ میں جنۃ البقیع میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پائنتی محو استراحت ہیں، رضی اللہ عنہ وارضاہ عنا.

مبلغ اسلام علیہ الرحمہ نے عظیم دعوتی خدمات کے ساتھ مختلف زبانوں میں تصنیفی یادگار بھی چھوڑی ہے، چنانچہ آپ نے عربی میں مرآۃ القادیانیت، انگریزی میں

اسلام اور اشتراکیت، امن کا پیغام، معجزہ مذہب اور سائنس کی نظر میں، اور اردو میں ذکر حبیب، بہار شباب اور احکام رمضان وعید وغیرہ آپ کی تصنیفی یادگار ہیں۔

آپ کی تمام تصانیف کو جدید طرز تحقیق کے ساتھ شائع کرنا ''المجمع النورانی'' کے اشاعتی منصوبے کا اہم حصہ ہیں۔

آپ کی والدہ ماجدہ مبلغ اسلام کی وفات کے بعد ایک طویل عرصہ تک بقید حیات رہیں، ابھی کچھ سالوں قبل آپ کا وصال ہوا۔

آپ قرون اولی کی ماؤں کا عکس جمیل تھیں، آپ کی غیرت ایمانی دیکھ کر ہمارے ذہن میں عہد خیر کی خواتین کی یادیں تازہ ہو جاتی ہیں، مولانا محمد صدیق ہزاروی صاحب روزنامہ جنگ (۲۴ رمئی ۱۹۷۷ء) میں شائع ہونے والیا آپ کے ایک ایمان افروز بیان کے تناظر میں لکھتے ہیں:

''تحریک نظام مصطفیٰ کے دوران جب جیل کی کوٹھری میں علامہ شاہ احمد نورانی کو سخت تکالیف میں مبتلا کیا گیا، تو ملک بھر سے آپ کی ضعیف والدہ کے پاس تاریں اور پیغامات آنے شروع ہوئے، جن میں افسوس کا اظہار کیا گیا، لیکن نورانی کی نورانی والدہ نے بجائے افسوس کرنے کے اخبارات کو ایک ایسا ولولہ انگیز بیان جاری کیا جس نے قرون اولی کے مسلمانوں کے ماؤں کی یاد تازہ کردی۔ وہ بیان یہاں لفظ بہ لفظ نقل کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان ماؤں کے لئے خضر راہ ثابت ہو

روزنامہ 'جنگ' کراچی نے 'مولانا نورانی کی والدہ کا بیان' کے عنوان سے لکھا:

''جمعیۃ علماء پاکستان'' کے سربراہ مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی کی اسی سالہ

والدہ محترمہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ مجھے گزشتہ چند روز کے اندر سیکڑوں ٹیلیفون اور پیغامات ملے ہیں، جن میں میرے لڑکے کے ساتھ کی جانے والی زیادتیوں کے سلسلہ میں استفسار کیئے گئے تھے اور اظہار ہمدردی کیا گیا تھا، میں ان تمام لوگوں کو جو نورانی میاں کے ساتھ ہونے والی بدسلوکی پر آزردہ ہیں، یہ ہدایت کرنا چاہتی ہوں کہ وہ اظہار افسوس کے بجائے خدا کا شکرادا کریں کہ اس نے ان کے رہنما کو حق بات کہنے اور پھر حق بات کے لئے سختیاں جھیلنے کی سعادت عطا کی۔انھوں نے کہا کہ جہاں تک میرا تعلق ہے اگر چہ میں عمر کی اس منزل میں ہوں کہ ہمہ وقت اپنے بیٹے کی قربت کی خواہش محسوس کرتی ہوں، مگراس کے باوجود مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کہ اس نے عظیم باپ مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کی لاج رکھ لی ہے، اوراس ملک میں نظام مصطفیٰ ﷺ کی تحریک کو اس منزل پر لے جارہا ہے، جہاں سے کامیابی کا راستہ مختصر نظر آرہا ہے ۔ مجھے یقین ہے کہ جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں میرے شوہر اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر نازاں ہوں گے۔انھوں نے کہا کہ حق وصداقت کے راستے میں نورانی میاں نے جو سختیاں جھیلی ہیں، وہ ایک ماںتا کے دل کے لئے بظاہر تکلیف دہ ضرور ہے، مگران کے پیشرؤں حق کے لئے اس سے بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں. نورانی میاں کا حوصلہ بلند ہے، آج میں خوش ہوں حشر میں حضور اکرم ﷺ کے روبرو شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی، اور نہ ہی میں اپنے شوہر کے روبرو شرمسار ہوں گی، میں ان تمام بہنوں کو بھی خراج تحسین پیش کرتی ہوں جن کے بچوں، شوہروں یا بھائیوں نے نظام مصطفیٰ کی راہ میں جانیں دی ہیں ، یا جن کے بچے قیدوبند کی صعوبتیں برداشت کررہے ہیں، میں انھیں یقین دلاتی ہوں

کہ ظلم کی تاریکی چھٹنے والی ہے، اور وہ صبح ضرور طلوع ہوگی جو نظام مصطفیٰ کی روشنی لئے ہوگی، اور جس کے ذریعہ اس ملک میں عدل وانصاف کا دور دورہ ہوگا ۔

تعلیم وتربیت : ایسے باکمال اور خصال حمیدہ کے حامل والدین کی آغوش رحمت میں پرورش پانے والا فرزند باکمال نہ ہو ایسا کیونکر ہوسکتا ہے، عہد طفولیت ہی سے ذکاوت وفطانت کے آثار ہویدا تھے:

بالائے سرش ز ہوشمندی

می تافت ستارہ سربلندی

ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار اور دوسرے اساتذہ سے حاصل کی، آپ کی غیر معمولی ذہانت اور اتقان ضبط کا یہ بھی ایک شاندار نمونہ ہے کہ آٹھ سال کی ننھی سی عمر میں قرآن حکیم حفظ کرلیا۔ حفظ قرآن کے بعد ثانوی تعلیم کے لئے ایسے اسکول میں داخلہ لیا جہاں ذریعہ تعلیم عربی تھی،

آپ کی درسی لیاقت کا اندازہ اس امر سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ بایں ہمہ ذہانت وفطانت درس نظامی کی کتب متداولہ استاذ العلماء امام النحو جامع منقول ومعقول جلالۃ الاستاذ حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی علیہ الرحمہ تلمیذ رشید صدر الشریعۃ بدر الطریقۃ حضرت علامہ امجد علی رحمہ اللہ سے پڑھنے کا شرف حاصل ہے.

ایک پرمسرت تقریب میں آپ کے استاذ محترم حضرت علامہ غلام جیلانی میرٹھی، والد گرامی مبلغ اسلام حضرت علامہ عبد العلیم صدیقی، صدر الافاضل حضرت علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی اور شہزادۂ اعلیٰ حضرت حضرت علامہ مصطفیٰ رضا خان مفتیٔ

اعظم ہند علیہم الرحمہ والرضوان جیسے اساطین امت کی موجودگی میں آپ کو سند ودستار سے نوازا گیا۔

چونکہ مبلغ اسلام علیہ الرحمہ عالمی پیمانہ کے مبلغ تھے اور آپ کی تبلیغی خدمات کا نہایت تابناک اور روشن پہلو یہ ہے کہ آپ کے دست حق پرست پر ستر ہزار افراد مشرف باسلام ہوئے ہیں، آپ قدیم وجدید علوم کے سنگم تھے، اور اپنی دعوتی زندگی میں اس کی افادیت کا اندازہ کرنے کے بعد آپ نے اپنے ہونے والے جانشین کے حق میں بھی بہتر سمجھا کہ میرا فرزند دینی علوم میں دسترس رکھنے کے ساتھ دنیاوی علوم کا بھی حامل ہو تاکہ جدید تعلیم یافتہ طبقہ سے مرعوب ہوئے بغیر مؤثر لب ولہجہ میں دعوتی امور خوش اسلوبی سے انجام دے سکے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے دینی تعلیم مکمل کرنے کے بعد اپنے فرزند کو الہ آباد یونیورسٹی سے گریجویشن بھی کرایا۔

آپ کے فضل وکمال کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپ اپنے والد گرامی کی طرح متعدد عالمی زبانوں پر قدرت حاصل تھی، اور متعدد زبانوں میں اسلامی تعلیمات کے ترسیل وابلاغ کا کام سرانجام دیا کرتے تھے۔

عقد مسنون : آپ کا عقد مسنون قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ کی پوتی، اور علامہ فضل الرحمٰن مدنی علیہ الرحمہ کی صاحبزادی سے ہوا، یہ دونوں ہی اہل سنت والجماعۃ کے بہت معروف علمائے کرام میں شمار کئے جاتے ہیں، مدینہ طیبہ کے پاکیزہ ماحول میں پروان پانے والی آپ کی رفیقۂ حیات کے بطن سے دو صاحبزادے اور ایک صاحبزادی آپ کے پس ماندگان میں شامل ہیں

خدمات : آپ کی مذہبی سیاسی اور قائدانہ خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے جس کا احاطہ کرنا بھی ایک مشکل کام ہے، پھر بھی بنیادی طور پر آپ کی خدمات کو تین بڑے زمروں
میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔(۱) بیرون پاکستان دنیا کے طول وعرض میں دعوتی سرگرمیاں (۲) اندرون پاکستان مسلمانوں کی مذہبی دائرہ میں رہ کر صالح قیادت وسیاست. (۳) پاکستان میں اور بیرون پاکستان فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ اور رد. ذیل کی سطور میں انھیں خدمات کا ایک سرسری جائزہ پیش کیا جارہا ہے.

دعوتی سرگرمیاں : آپ کے والد گرامی مبلغ اسلام علیہ الرحمہ جذبۂ تبلیغ سے سرشار ہوکر بے سروسامانی کے عالم میں اسلام کی شمع فروزاں لے کی بہت سارے ممالک میں گئے اور بے شمار لوگوں نے اس سے ضیا حاصل کی، دنیا کے طول وعرض میں بہت ساری مساجد تعمیر کرائیں، متعدد مدارس آپ کی ایماء پر عالم وجود میں آئے ۱۹۵۴ء میں آپ جب آغوش رحمت میں پیوست ہوگئے، تو آپ کی دعوتی سرگرمیوں کو آپ ہی کے رہنما اصول کی روشنی میں آگے بڑھانے اور پدر بزرگوار کی اس قابل فخر میراث کو سنبھالنے کی ذمہ داری حضرت شاہ صاحب قبلہ نے اٹھائی، خالص مذہبی خانوادہ، والد گرامی کی صالح تربیت اور اپنی خداداد صلاحیت کی بنیاد پر آپ اس خصوص میں اپنے باپ کے سچے جانشین ثابت ہوئے، سچ ہے:

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو
پھر پسر لائق میراث پدر کیونکر ہو

یہی وجہ ہے کہ آپ کی دلپذیر تبلیغ سے متاثر ہو کر سیکڑوں غیر مسلم آپ کے ہاتھ پر بھی دولت ایمان سے مشرف ہوئے، جن میں پادری، راہب، وکلاء، انجینیرز، ڈاکٹرز اور دیگر مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد شامل ہیں۔

آپ کے بیرون ملک چند تبلیغی دوروں کا اجمالی خاکہ یہ ہے:

☆ ۱۹۵۵ء میں آپ جامعہ اشہر (مصر) کی دعوت پر جامعہ میں تشریف لے گئے، اور علماء کے عظیم اجتماعات سے خطاب کای۔

☆ ۱۹۵۸ء میں روس کا دورہ کیا اور روسی سوشلسٹ معاشرے کا گہرا مطالعہ و مشاہدہ کیا، نیز مسلمانوں کی سرکردہ شخصیتوں سے ملاقات کر کے ان کے مسائل سے آگاہی حاصل کی۔

☆ ۱۹۶۰ء میں مشرقی افریقہ، مڈغاسکر، اور ماریشس کے تبلیغی دورے پر تشریف لے گئے۔

☆ ۱۹۶۱ء میں سیلون اور شمالی افریقہ کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۲ء میں صومالیہ، کینیا، ٹانگانیکا، یوگانڈا اور ماریشس کا دورہ کیا، نیز نائیجیریا کے وزیر اعلی احمد د بیلو شہید کی دعوت پر نائیجیریا تشریف لے گئے، اور ان کے مہمان کی حیثیت سے چار ماہ کا تفصیلی دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۳ء ترکی، فرانس، جرمنی، برطانیہ، ماریشس اور نائیجیریا تشریف لے گئے، نیز اسی سال عوامی جمہوریہ چین کا دورہ کیا اور وہاں کے مسلمانوں کی حالت زار اور ساشلسٹوں کے بلند بانگ دعوؤں کا جائزہ لیا۔

☆ ۱۹۶۴ء میں امریکہ، جنوبی امریکہ اور کناڈا کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۵ء میں کینیا، تنزانیہ، یوگانڈا گاہی اور ماریشس کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۶۷ء - ۱۹۶۸ میں برطانیہ اور امریکہ کا دورہ کیا۔

☆ ۱۹۷۴ء میں ورلڈ اسلامک مشن کی کانفرنس میں شرکت کے لئے انگلینڈ تشریف لے گئے، اور اس کانفرنس میں آپ کو مشن کا چیرمین منتخب کیا گیا۔

☆ ۱۹۷۵ء میں ورلڈ اسلامک مشن کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری، مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور اور سابق صوبائی اسمبلی سندھ کے قائد حزب اختلاف شاہ فرید الحق کی رفاقت میں امریکہ اور افریقہ کے مختلف ممالک کا تفصیلی دورہ کیا۔ (ایضا)

☆ آپ نے بھارت سے ہجرت فرمانے کے بعد یہاں کا تین مرتبہ دورہ کیا، اور تینوں مرتبہ جمدا شاہی تشریف لائے، پہلی مرتبہ ۱۹۶۱ء میں تشریف لائے، اور دوسری مرتبہ ۱۹۸۹ء دارالعلوم علیمیہ کے سالانہ جلسہ دستار بندی کے موقع پر تشریف لائے، اور تیسری مرتبہ ۱۹۹۲ء میں تشریف لائے، تیسری دفعہ تشریف آوری کے موقع پر دارالعلوم کی تعلیمی ترقی دیکھ کر حد درجہ مسرور ہوئے۔

سیاسی سرگرمیاں : ڈاکٹر اقبال نے کہا ہے:

نگہ بلند ، سخن دلنواز ، جاں پرسوز
یہی ہیں رخت سفر میر کارواں کے لئے

حضور قائد اہلسنت علیہ الرحمہ متذکرہ بالا قائدانہ اوصاف وخصائل کے پیکر تھے۔

عنفوان شباب ہی سے آپ کی غیر معمولی قائدانہ لیاقت کا اندازہ ہو گیا تھا ،چنانچہ تقسیم ہند سے قبل میرٹھ میں نوجوانوں کے ایک طبقہ کو شاہ صاحب قبلہ نے منظم کیا تھا، تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۹ء میں بھارت سے رحلت فرما کر کراچی تشریف لا کر یہیں مقیم ہو گئے، والد ماجد کے انتقال پر ملال کے بعد ۱۹۵۴ء سے لے کر ۱۹۶۸ء تک کا دور زیادہ تر دعوتی و تبلیغی رحلات و اسفار میں صرف ہوا، ۱۹۷۰ء سے حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی صدر جمعیۃ علماء پاکستان اور دوسرے علماء کے اصرار پر آپ نے پاکستان کی سیاست میں سرگرم حصہ لینا شروع کیا۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ آپ کو اپنے پدر بزرگوار کے دعوتی مشن سے عشق کی حد تک لگاؤ تھا، اور اس امر محبوب سے دستبردار ہونا یا ان کا کچھ عرصہ کے لئے تعطل آپ کو قطعی گوارا نہ تھا، یہی وجہ ہے کہ پاکستان کی اندرونی سیاست میں علماء کے شدید اصرار پر اس شرط کے ساتھ حصہ لینا شروع کیا کہ ان کی جگہ دعوتی سرگرمیاں کسی متبادل سنی عالم کے ذریعہ جاری رہیں، چنانچہ مولانا مفتی سید سعادت علی قادری نے آپ کے قائم مقام کی حیثیت سے سرینام (امریکہ) کا دورہ کیا ۔

جون ۱۹۷۰ء میں ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام) میں ایک عظیم الشان سنی کانفرنس ہوئی، جس میں حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے، ۱۹۷۰ء ہی کے انتخابات میں جمعیۃ علماء پاکستان کے بینر تلے پہلی مرتبہ میں ہی آپ انتخابی معرکہ میں رکن قومی اسمبلی منتخب ہو گئے، اور پھر آپکی غیر معمولی سیاسی بصیرت کے پیش نظر دارالعلوم حزب الاحناف کے ایک اجلاس میں آپ کو جمعیۃ علماء پاکستان کی طرف

سے پارلیمانی امور کا لیڈر بھی منتخب کرلیا گیا، اور اپنی دلنواز شخصیت کے باعث خواجہ محمد قمرالدین سیالوی کے استعفاء کے بعد ان کے قائم مقام کی حیثیت سے ایک عرصہ تک جمعیۃ علماء پاکستان کی قیادت کرتے رہے، اور پھر وہ وقت بھی آیا جب ۲۷ رمئی ۱۹۷۳ء کو جامعہ عنایتیہ خانیوال میں منعقد ہونے والے ایک عظیم کنونشن میں جمعیۃ کے علماء نے متفقہ طور پر آپ کو مرکزی صدارت کا منصب بھی تفویض کر دیا، مزید برآں مئی ۱۹۷۵ء میں دوسری مرتبہ بھی آپ کو جمعیۃ کا مرکزی صدر منتخب کیا گیا۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ اپنی فہم وفراست سے پہلی مرتبہ ہی پاکستان کی قومی اسمبلی میں جمعیۃ کی قابل افتخار نمائندگی کر کے یہ عیاں کر دیا کہ جمعیۃ نے انھیں پارلیمانی امور کا لیڈر نامزد کر کے کوئی غلطی نہیں کی ہے، آپ قومی اسمبلی میں برسر اقتدار طبقہ کے لئے ایک اسلامی محتسب کی حیثیت رکھتے تھے، حکمراں جماعت کی غلط پالیسیوں پر نکتہ چینی کرنا اور ہر غلط بات کی نشان دہی کرنا علامہ موصوف کا طرۂ امتیاز تھا، دوسری جانب اسمبلی میں آپ کی موجودگی ایک پرمسرت کیفیت پیدا کر دیتی تھی، جس کا اندازہ اس وقت ہوتا تھا جب آپ اسمبلی میں موجود نہ ہوں، چنانچہ روزنامہ ''استقلال'' لاہور رقمطراز ہے:

''قومی اسمبلی کے اندر بھی مولانا نورانی کی باغ و بہار شخصیت نے کئی مرتبہ مسکراہٹیں اور قہقہے بکھیر دیے، اور سرکاری پارٹی پر ان کی برجستہ چوٹوں پر خود ان چوٹوں کا نشانہ بننے والے بھی جھوم گئے'' (تعارف علمائے اہلسنت)

آپ کی قد آور سیاسی شخصیت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ کافی ہے کہ ۱۹۷۳ء

میں آپ حزب مخالف کے ہنگامہ خیز لیڈر کے طور پر ابھرے، اور متحدہ قومی جمہوری محاذ کی جانب سے وزارت عظمیٰ کی حیثیت سے جس امیدوار کا انتخاب عمل میں آیا وہ آپ کی ذات تھی، خیال رہے کہ یہ وہ وقت تھا جب ذوالفقار علی بھٹو کی طوطی بولتی تھی، اور آپ کی طلسماتی شخصیت کا کمال ہی تھا کہ ایک شخص کے علاوہ حزب اختلاف کے تمام ممبران نے علامہ موصوف کے حق میں ہی اپنا ووٹ استعمال کیا، وزارت عظمیٰ کے اس انتخاب میں اگرچہ آپ کو صرف ۳۲ ووٹ مل پانے کے باعث ناکامی ہوئی، لیکن انھوں نے بھٹو کے بلا مقابلہ منتخب ہونے کے خواب کو بھی شرمندۂ تعبیر نہ ہونے دیا۔

پاکستان میں فرقہ وارانہ منافرت کے باعث شیعہ سنی وغیرہ گروہوں کے نہ جانے کتنے لوگ لقمۂ اجل بن گئے، قوم مسلم کے اس خون ارزانی نے ہر طبقہ کے علماء کو تشویش میں ڈال رکھا تھا، شاہ صاحب اس خون خرابہ سے بہت کبیدہ اور مضطرب تھے، قتل و غارت کے اس شرمناک عمل کو ختم کرنے کی غرض سے آپ مسلکی اختلاف کے باوجود مختلف مسالک کے علماء کے اشتراک سے "قومی ملی یکجہتی کونسل" تشکیل دینے میں کامیابی حاصل کرلی، جس نے بعد میں چل کر متحدہ مجلس عمل کی شکل اختیار کرلی، اس بین المسالک سیاسی اتحاد کا مرکزی نقطہ حضرت نورانی میاں کی دلنواز شخصیت اور پاکباز سیاست تھی، اور ۲۰۰۰ء کے انتخاب میں اسی سیاسی اتحاد کی کی بدولت صوبہ سرحد وبلوچستان میں متحدہ مجلس عمل نے زبردست کامیابی حاصل کر کے دنیا کو محو حیرت کردیا۔

حضرت شاہ صاحب کی طویل سیاسی زندگی دوسرے سیاسی رہنماؤں کی طرح داغ دار یا عیاری و مکاری پر مبنی نہیں تھی، بلکہ آپ کی مذہبی تشخص کے ساتھ پاکیزہ

سیاست دوسرے لوگوں خاص کر طبقۂ علماء کے لئے نمونۂ تقلید ہے، بڑے سے بڑے قدآور زعماء سے مرعوب ہوئے بغیران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ترکی بہ ترکی جواب دے کرآپ نے یہ ثابت کردیا کہ قوم مسلم کے قائدمیں مصلحت وقت اور روباہ صفتی باعث ننگ وعار ہیں.

ذوالفقارعلی بھٹو کے عہدۂ صدارت سنبھالنے کے بعد ایک مجلس میں بھٹو سے شاہ صاحب کا تعارف کرایا گیا تو بھٹو نے کہا: اچھا! یہ ہیں مولانا نورانی، جوحکومت کے کاموں میں کیڑے نکالتے ہیں،تو حضرت نے برجستہ جواب دیا: حکومت اپنے کاموں میں کیڑے نہ پڑنے دے تو ہمیں کیوں نکالنے پڑیں.آپ کے برمحل اوور برجستہ جواب سے حاضرین خوب محظوظ ہوئے (ایضا)

آپ نے ایک مرتبہ یحیی خاں کو مےنوشی میں مستغرق دیکھ کرڈانٹ دیا تھا،اور گرج کرکہا تھا: یحیی خان شراب نوشی بند کردوورنہ ہم جارہے ہیں.(ایضا)

آپ نے اپنے طویل سیاسی قیادت میں درج ذیل اہم کامیابیاں حاصل کیں:

☆ قومی اسمبلی میں قادیانیوں کے خلاف قرارداد لاکرقادیانیوں کوغیرمسلم اقلیت قراردلوایا.

☆ پاکستان کے آئین میں یہ بات تو شامل تھی کہ پاکستان اسلامی مملکت ہوگا، لیکن پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام ہوگا یہ آئین کا حصہ نہ تھا،۱۹۷۳ء میں آپ کی زبردست کوششوں سے ایک آئینی ترمیم کے ذریعہ پاکستان کا سرکاری مذہب اسلام قرار دیا گیا.

☆ پاکستان کے آئین میں مسلمان کی تعریف شامل کرائی.

☆ جمعیۃ علماء پاکستان کی طرف سے پارلیمانی امور کا لیڈر آپ کو نامزد کیا گیا، اور آپ اس جمعیۃ کے صدر کے منصب پر بھی فائز رہے، متحدہ مجلس عمل کے تاحیات سربراہ رہے.

ردقادیانیت :- حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فتنۂ قادیانیت کا اندرون پاکستان اور بیرون پاکستان بڑی پامردی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا، آپ نے اس فتنہ کو اس کی جائے ولادت میں بھی پنپنے نہ دیا، بلاخوف تردید یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگر شاہ صاحب قبلہ اور ان کے چند مخلص اعوان نے ردقادیانیت میں انتھک کوششیں صرف نہ کی ہوتیں تو آج پاکستان کا سیاسی اور مذہبی منظرنامہ کافی حد تک مختلف ہوتا، اور سازش پسند یہودیوں کی طرح آج چوٹی کے عہدوں اور کلیدی مناصب پر یہ فتنہ نواز قادیانی قابض ہوکر من مانی کر رہے ہوتے.

یوں تو فتنۂ قادیانیت کا دفاع کرنے والے علماء کی ایک طویل فہرست ہے، لیکن علامہ موصوف کی اس خصوص میں کوششیں لائق صد تحسین وتبریک ہیں:

☆ ۱۹۵۳ء کی تحریک تحفظ نبوت میں آپ کراچی میں مولانا عبدالحامد بدایونی (م ۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ شریک رہے، آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی پیش پیش تھے، گرفتاری کے لئے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا.

☆ پاکستان آنے کے بعد آپ نے ۱۹۶۹ء میں سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی

کے بارے میں جاری کیا، آپ نے صدر پاکستان یحیی خان کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا: ''تمھارا قادیانی مشیر پاکستانی معیشت کو تباہ کررہا ہے، جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے''۔ بالآخر وہی ہوا جس کا خدشہ علامہ موصوف نے ظاہر کیا تھا، یعنی حکمرانوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے بنگلہ دیش کے نام سے پاکستان سے الگ ہوگیا۔(قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت)۔

☆ تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خاطر قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے فتنۂ قادیانیت کو جب پاکستان میں پنپنے کا موقعہ نہ ملا تو اس نے بیرون پاکستان اپنے پیر جمانے کی کوشش کی، جرمنی، فرانس، بلجیم، ہالینڈ اور انگلینڈ میں اپنے مراکز قائم کیے، قادیانیت کے فروغ کے لئے پرنٹ میڈیا، ٹی وی چینل، الیکٹرانک میڈیا کا بے دریغ استعمال کرکے سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے دام تزویر میں پھانسنے کی کوشش شروع کردی، حتی کہ ان مکاروں نے اسلام کے نام ویب سائٹ ریزرو کرالی تاکہ ایک بھولا بھالا انسان اگر الیکٹرانک میڈیا سے اسلام کے تعلق سے کچھ معلومات حاصل کرنا چاہے، تو اسے آسانی کے ساتھ اپنے نظریات وافکار کے جال میں پھانس سکیں۔ مغربی ممالک میں قادیانیت کے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے اور دوسرے چیلنجوں کا مقابلہ کرنے کے لئے آپ کی تحریک پر اہلسنت کا ایک عالمی ادارہ ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے نام وجود میں آیا، جس کا ہیڈ کوارٹر لندن میں رکھا گیا، اور مختلف جگہوں پر اس کے برانچز قائم کیے گیے، اس ادارہ نے حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی سرپرستی میں کانفرنسیں منعقد کراکے، کتابیں پمفلٹ شائع کرکے مسلمانوں کو اس

عظیم فتنہ سے خبردار کیا۔

حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے فتنۂ قادیانیت کے مقابلہ کے میں جو کوششیں کی ہیں، ان کا مفصّل جائزہ حضرت علامہ فروغ احمد صاحب اعظمی صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی نے اپنی تصنیف منیف ''قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت'' میں پیش کیا ہے، مکمل آگاہی حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ نہایت سودمند رہے گا۔

امتیازی خصوصیات: حضرت قائد اہل سنت علیہ الرحمہ یوں تو اخلاق عالیہ اور مکارم فاضلہ کے منبع تھے، لیکن بہت سارے اوصاف و خصائل میں آپ کا شان امتیاز حاصل ہے:

☆ عظیم سیاسی قائد اور بین الاقوامی مبلغ ہونے کے ساتھ گھر کا ماحول نہایت پاکیزہ ہے، اور تمام لوگ مذہبی ماحول میں زندگی بسر کرتے ہیں۔

☆ گھر کا ہر فرد جنتی زبان عربی میں گفتگو کرتا ہے۔

☆ اسباب تعیش و ترفہ میسر رہنے کے باوجود سادہ زندگی گزارتے تھے، ایک عالمی پیمانے کے قائد و مبلغ اور چوٹی کے سیاسی فرد ہونے کے باوجود ایسی معمولی سادہ زندگی پر قناعت کر لیتے تھے، جس پر انتہائی محدود حلقہ والا پیر اور معمولی سیاسی اثر و رسوخ رکھنے والا کبھی راضی نہیں ہوسکتا۔

☆ جدید طرز پر سواری پر قدرت کے باوجود قومی اسمبلی مجبوروں اور حالات کے ماروں کی فریاد سنتے ہوئے پیدل جاتے تھے۔

☆ اخیر عمر تک تراویح پڑھانے کا اہتمام فرماتے رہے، اور کیف آور انداز میں قرآن پاک سنا کر سامعین پر کیف طاری کر دیتے تھے۔

تصنیفات : چونکہ آپ ایک عظیم عالمی مبلغ تھے، اس لئے حالات اور وقت کے تقاضوں کے مطابق اردو فرانسیسی انگریزی اور متعدد عالمی زبانوں میں پمفلٹ اور ضروری لٹریچر لکھتے اور شائع کراتے رہتے تھے، لیکن بایں ہمہ مصروفیت آپ نے کچھ مستقل تصنیفات بھی اپنی یادگار چھوڑی ہیں، آپ نے دو ضخیم کتابیں عیسائیت اور مرزائیت کے رد میں تحریر فرمائیں جو زیر طبع ہیں:

(۱) دی سیل آف دی پرافٹ (مہر نبوت) [انگریزی]

(۲) جیسس کرائسٹ ان دی لائٹ آف قرآن (یسوع قرآن کی روشنی میں)

قید و بند کی صعوبتوں کے احوال و کوائف پر مشتمل ایک کتاب "جیل کے دن جیل کی راتیں" کا بھی تذکرہ ملتا ہے۔ (تعارف علمائے اہلسنت)

خوش آئند بات یہ ہے کہ آپ کی حیات پاک ہی میں متعدد کتابیں لکھی جا چکی ہیں، اور بہت سارے جرائد و مجلّات آپ کی خدمات اور شخصیت کے مختلف پہلوؤں کو اجاگر کر چکے ہیں۔

آپ کی ہشت پہلو شخصیت کا ایک روشن صفحہ یہ بھی ہے کہ آپ بیک وقت دنیا کے طول و عرض میں پھیلے درجنوں اداروں، انجمنوں، مساجد اور مدارس و معاہد کے بانی اور سرپرست تھے، چند اداروں کے نام درج ذیل ہیں:

ا۔ مسلم ایجوکیشن ٹرسٹ کالج جنیوا جارج ٹون امریکہ۔

۲۔ حلقۂ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام سیلون

۳۔ حلقۂ قادریہ علیمیہ اشاعت اسلام ماریشس۔

۴۔ ینگ مین مسلم ایسوسی ایشن گیانا۔

۵۔ اسلامک مشنری گلڈ ساؤتھ افریقہ۔

۶۔ آل ملایا مسلم مشنری سوسائٹی ملایشیا۔

۷۔ علیمیہ اسلامک مشن کالج ماریشس

۸۔ علیمیہ دارالعلوم ماریشس۔

۹۔ حنفی مسلم سرکل پریسٹن برطانیہ۔

۱۰۔ قادریہ اسلامک ورکرز ایسوسی ایشن ساؤتھ افریقہ۔

۱۱۔ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی، بستی، یوپی، بھارت۔

شاہ صاحب علیہ الرحمہ اور دارالعلوم علیمیہ : دارالعلوم علیمیہ شمالی ہند میں ملکی پیمانہ کا اہلسنت کا ایک عظیم تعلیمی وتربیتی ادارہ ہے، ۱۹۵۳ء میں حضرت مبلغ اسلام کے چند مریدین اور معتقدین نے آپ ہی کی تحریک پر اس کی داغ بیل ڈالی تھی، مبلغ اسلام علیہ الرحمہ اس ادارہ کی ترقی اور فروغ کے لئے مدینہ طیبہ میں دعائیں فرماتے تھے، مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے اسم گرامی کی طرف انتساب کرتے ہوئے اس کا نام "علیمیہ" رکھا گیا ہے۔

قائد اہلسنت علیہ الرحمہ دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی سے بڑی محبت فرماتے تھے، اگر ہندوپاک کے باہمی تعلقات کشیدہ نہ رہے ہوتے، تو حضرت علیہ الرحمہ نہ جانے کتنی

مرتکبہ اس دارالعلوم کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز کئے ہوتے، ملکی تعلقات کی خرابی کے باوجود آپ اس آبادی میں چار مرتبہ قدم رنجہ ہو چکے ہیں۔

حضور شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے 'علیمیہ' پر الطاف کریمانہ کی جیتی جاگتی ایک مثال یہ بھی ہے کہ آپ ہی کی کوششوں سے یہاں کے متعدد فارغین صدام یونیورسٹی بغداد میں داخلہ پانے کے مجاز قرار پائے، اوران میں سے کئی نے یونیورسٹی میں وہ نمایاں مقام حاصل کیا، جس پر صرف علیمیہ ہی نہیں پورے بھارت کا سرفخر سے بلند ہو گیا۔

دنیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی جامع از ہر مصر سے 'علیمیہ' کی معادلہ کی ایک دیرینہ خواہش ہے، شاہ صاحب علیہ الرحمہ کی کوششوں سے یہ مراد بھی ملنے کی پوری امید تھی، مگر افسوس کہ وہ راہیٔ ملک بقا ہو گئے۔

حضور شاہ صاحب علیہ الرحمہ جب بھی بغداد معلّی حاضر ہوئے، ان علیمی فرزندوں کو بڑی شفقت اور محبت سے نوازتے، اپنے جیب خاص سے کچھ نذرانے بھی عطا فرما کر تعلیمی سرگرمیاں جاری رکھنے کے لئے حوصلہ افزا کلمات اور دعاؤں سے نوازتے۔

وفات حسرت آیات : ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کے باعث آپ کا انتقال ہو گیا، کراچی میں لاکھوں سوگواروں نے آپ کے نماز جنازہ میں شرکت کی، آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا انس نورانی صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی، اور کلفٹن پارک میں عبداللہ غازی کے مزار کے پاس تدفین عمل میں آئی۔

ہر چند علم ومعرفت، حکمت وسیاست، دعوت وتبلیغ کا یہ خورشید درخشاں روپوش

ہوگیا، لیکن اپنے بعد ایسے انمٹ نقوش چھوڑ گیا ہے جس کے اجالے میں فرزندان ملت اسلامیہ اپنی منزل پاتے رہیں گے۔

صد حیف! ہم اب اس کے جمال آراء سے شاد کام نہیں ہو سکیں گے، لیکن ان کا کردار، ان کے قائم کردہ مدارس و معاہد اور انجمنیں، پاکباز صالح قیادت اور عظیم خدمات افق تاریخ پر روشن ستارے بن کر جگمگاتے رہیں گے۔

ہرگز نمیرد آن کہ دلش زندہ شد بعشق
ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے؟

محمد اختر حسین قادری علیمی خلیل آبادی (ایم، اے)

خادم الافتاء والتدریس دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی

اس رزمگاہ موت وحیات میں جو آیا ہے، ایک نہ ایک دن موت کے ہاتھوں بازی ہارنا، اور اپنی متاع حیات کو اس کے قدموں میں پیش کرنا ہی کرنا ہے، جو یہاں آیا ہے اسے یہاں سے جانا ہے، کوئی اس دھرتی پر ہمیشہ رہا ہے نہ رہے گا، اور ایک دن یونہی یہ بزم کائنات بھی برخاست ہو جائیگی، یہ اللہ تعالی کا فیصلہ ہے، کل نفس ذائقة الموت ۔

مگر جانے والے بھی کئی طرح کے ہوتے ہیں کسی کے جانے پر نہ آنکھیں نم ہوتی ہیں، نہ دل بے قرار، نہ فضا سوگوار ہوتی ہے، نہ کوئی خلا محسوس ہوتا ہے، نہ کوئی رنج وغم کی محفل سجتی ہے، نہ صف ماتم بچھتی ہے، گویا وہ ہوا کا ایک جھونکا تھا جو گزر گیا، پانی کی ایک لہر تھی جو ٹوٹ گئی، فما بکت علیهم السماء والارض وما کانوا منظرین (پ ۲۵: سورۂ دخان)، اور بعض جانے والوں کا عجب حال ہوتا ہے، جب وہ جاتے ہیں تو ان کی یادیں زندگی کے ہر گام پر خون کے آنسو رلاتی ہیں، ان کی ہر ادا، ان کا انداز تکلم، ان کا طور وطریقہ، ان کی آبدار سیرت، اخلاق حمیدہ، خصائل فاضلہ اور اوصاف جمیلہ کی بھینی بھینی خوشبو ہمیشہ تڑپاتی رہتی ہے، وہ عزم وحوصلہ، ہمت وجرأت اور استقلال وثبات قدمی کے ایسے انمٹ نقوش چھوڑ جاتے ہیں جو کارزار حیات میں کامیابی وکامرانی، سرخ روئی اور رعنائی وزیبائی کے موجب ہوتے ہیں۔

قائد اہلسنت ، پیر طریقت حضرت علامہ مولانا حافظ و قاری الحاج شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ انھیں نفوس قدسیہ میں سے تھے ، جن کی زندگی کا لمحہ لمحہ عزم و ہمت ، جرأت و بے باکی ، صبر و استقلال ، خود آگہی و خدا آگاہی ، مردم شناسی اور مقتضیات زمانہ کی نباضی ، عمل پیہم ، سعی متواتر ، محنت و جانفشانی ، خلوص وللّٰہیت ، خدمت خلق ، ایثار و قربانی اور ملت اسلامیہ کی فلاح و بہبود میں تفکر تدبر کا آئینہ دار تھا ، مگر افسوس وہ اب ہم میں نہیں رہے ۔

زمیں کھا گئی آسمان کیسے کیسے!

اب وہ اپنے رب کی بارگاہ مین حاضر ہیں ، حبیب دوجہاں ، شفیع امم علیہ التحیۃ والثناء کے طفیل وہ رب غفور و رحیم کی ضیافت ونوازش سے شادکام ہو رہے ہونگے ، جنت کے بالا خانے ان کے لئے سراپا انتظار اور حوران بہشتی ان کے خیر مقدم میں ہونگی ، اور ہر چہار جانب سے یہ صدا آ رہی ہوگی :

يـا يتها النفس المطمئنة ارجعي الى ربك راضية مرضية فادخلي في عبادي وادخلي جنتي (پ:۲۹:سورۂ قیامۃ)

رب کائنات نے حضرت قائد اہلسنت کو بڑی خوبیوں اور بڑی خصوصیات سے نوازا تھا ، ان کی شخصیت بڑی پہلو دار تھی ، وہ اپنی ان عظیم خصوصیات و اوصاف کی بناپر بلا شبہ عالم اسلام کے لئے ایک تحفۂ نایاب تھے ، ملت اسلامیہ کا دھڑکتا ہوا دل تھے نہایت ذہین ، بڑے مدبر ، انتہائی معاملہ فہم ، دوراندیش ، صاحب بصیرت وذکاوت ، دور بیں ، مفکر ، صاحب فضل وکمال ، صاحب کردار ، مثالی شخصیت کے مالک ، حامل قرآن ،

عاشق رسول اور سفیر اسلام تھے، عزم وہمت کے ساتھ انتہائی نامساعد حالات سے نبرد آزمائی، صحت مند شعور اور دینی غیرت وحمیت کے جذبات کے دین ودنیا کی خدمت کرنا ان کا شعار تھا، اور یہ سب نعمتیں ان کو اپنے عظیم والد، اسلام کے بے باک ترجمان، خلیفۂ اعلیٰ حضرت مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی مہاجر مدنی قدس سرہ سے ورثہ میں ملی تھیں، جنھوں نے براعظم ایشیا وافریقہ سے لے کر یورپ وامریکہ تک کے بے شمار ظلمت کدوں کو اسلام کی تعلیمات سے بقعۂ نور بنادیا، اور ہزاروں گم گشتہ راہوں کو صراط مستقیم پر لگادیا تھا، قائد اہلسنت اسی مہتم بالشان اور شہیر عرب وعجم کے سچے جانشین تھے، اور زندگی بھر اپنے والد محترم کی سچی نیابت فرماتے رہے۔

ایں خانہ ہمہ آفتاب است : حضرت قائد اہلسنت علیہ الرحمہ نے جس مبارک خاندان میں آنکھیں کھولیں، وہ علم وادب، تہذیب وتمدن اور فضل وکمال کے ساتھ روحانیت سے معمور تھا، اور اسلامی تعلیمات واقدار کی چاندنی میں گھر کا سارا ماحول نہایا ہوا تھا۔

چنانچہ آپ کے والد محترم مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی علیہ الرحمہ اعلیٰ حضرت کے بڑے محبوب خلیفہ اور ایسے چہیتے شاگرد تھے کہ خود اعلیٰ حضرت اپنے اس شاگرد کے رسوخ فی العلم پر اعتماد فرماتے اور انھیں بڑی قدر ومنزلت کی نظر سے دیکھتے تھے، اپنے تلامذہ اور خلفاء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

عبد علیم کے علم کو سن کر
جہل کی بہل بھگاتے یہ ہیں

قائد اہلسنت کے جد امجد علامہ عبدالحکیم میرٹھی اپنے وقت کے زبردست صوفی درویش صفت عالم اور شاعر تھے، اور برصغیر کے مشہور و معروف ہستیوں میں شمار ہوتے تھے، شاعری میں جوش تخلص رکھتے تھے، علامہ عبدالحکیم صاحب کے برادر محترم مولانا محمد اسمعیل میرٹھی صاحب بچوں کے لئے نظمیں لکھنے میں مشہور تھے، اسی وجہ سے وہ بچوں کے شاعر کہے جاتے ہیں، غالبا ابر رحمت کتاب جو پرائمری درجہ میں چلتی ہے انھیں کی تصنیف ہے.

علامہ عبدالحکیم صاحب کے بڑے صاحبزادے قائد اہلسنت کے بڑے والد علامہ احمد مختار میرٹھی اپنے وقت کے عظیم المرتبت مبلغ اسلام تھے، آپ بھی اعلی حضرت قدس سرہ کے اجلۂ خلفاء میں تھے، علامہ عبدالعلیم میرٹھی کی طرح آپ نے بھی بیش بہا اسلام کی تبلیغ کی، علامہ احمد مختار میرٹھی کے ایک اور برادر گرامی حضرت مولانا نذیر احمد خجندی بھی عظیم شخصیت کے مالک تھے، آپ کی زندگی کا زیادہ حصہ ممبئی میں گزرا، جناب ابوالکلام کے والد ماجد علامہ خیرالدین دہلوی کی تعمیر کردہ مسجد جو آج بھی مسجد خیرالدین کے نام شہر ممبئی میں مشہور ہے اس میں خجندی صاحب ایک طویل عرصہ تک امام وخطیب اور ناظم تھے، آزاد پارک میں عیدین کے امام بھی آپ ہی تھے، مدینہ منورہ میں آپ نے انتقال فرمایا. (جہان رضا لاہور ستمبر ۲۰۰۲ء)

قارئین اگر ان با عظمت ہستیوں کی تاریخ پر نظر ڈالیں تو ان کو برملا اس بات کا اعتراف کرنا ہی پڑے گا کہ قائد اہلسنت کے آباء واجداد نے اسلام وسنیت کے حوالے سے جو گرانقدر خدمات انجام دی ہیں وہ آب زر سے تحریر کرنے کے قابل ہیں، گویا:

ایں خانہ ہمہ آفتاب است۔

قائد اہلسنت کی وہ باہمت اور طہارت و پاکیزگی کی پیکر شفیق والدہ جن کی آغوش تربیت میں آپ پروان چڑھے، اسلام کے عہد زرین کی عظیم ماؤں کا ایک بہترین نمونہ تھیں، غیرت ایمانی اور حمیت قومی ان کے رگ وریشہ میں سرایت کئے ہوئے تھی، مصطفیٰ جان رحمت کے لائے ہوئے دین کے پرچم کو زندگی کے ہر موڑ پر لہراتا دیکھنا چاہتی تھیں، جس کا اندازہ اس واقعہ سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ جب تحریک نظام مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کے سلسلہ میں پاکستان کے عیش پرست حکمرانوں نے قائد اہلسنت کو جیل کی سلاخوں میں رکھ کر ان پر مصائب وآلام کے پہاڑ توڑے تو آپ کی مقدس ماں نے افسوس اور غم کا اظہار کرنے کے بجائے فرمایا کہ:

مجھے خوشی ہے کہ نورانی میاں کا حوصلہ بلند ہے، اگر قومی زندگی کے اس نازک مرحلے پر وہ کسی قسم کی کمزوری کا مظاہرہ کرتے تو میں مرتے دم تک انھیں اور خود کو معاف نہیں کر پاتی، خود کو یہ سوچ کر کہ کہیں میری تربیت میں تو کوئی کمی نہیں رہ گئی تھی، مگر آج میں خوش ہوں کہ حشر میں حضور اکرم ﷺ کے روبرو مجھے شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی ،اور نہ ہی میں اپنے شوہر کے روبرو شرمسار ہوں گی (تعارف علماء اہلسنت ص ۴۹)

سسرالی ماحول: قائد اہلسنت کی نشو ونما جس پر نور ماحول میں ہوئی اور طفولیت کے سنہری ایام جس پاکیزہ اور خوشگوار فضا میں گزرے اس کی ایک جھلک آپ نے ملاحظہ فرمائی، اب آیئے تھوڑی دیر ان کے سسرالی احوال وکوائف پر بھی نظر ڈالتے چلیں، جہاں ان کی عظیم رفیقۂ حیات کے والدین کریمین جلوہ بار تھے، جنھوں نے اپنی

لختِ جگر کی وجد آفریں ماحول میں تربیت فرما کران کو حضرت قائد اہلِ سنت کے ساتھ رشتۂ زوجیت میں منسلک فرمایا۔

میرا قلم بھی یہ تحریر کرتے ہوئے ایک کیف محسوس کر رہا ہے کہ قائد اہلِ سنت کی مبارک سسرال مدینہ منورہ میں تھی، آپ کے خسر مکرم حضرت مولانا ڈاکٹر فضل الرحمٰن مدنی صاحب قبلہ علیہ الرحمہ تھے، جو خلیفۂ اعلیٰ حضرت قطبِ مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی قدس سرہ کے صاحبزادے اور خلیفہ و جانشین تھے، چنانچہ تعارف علماء اہلِ سنت میں ہے:

"علامہ مولانا ضیاء الدین مدنی دامت برکاتہم العالیہ امام اہلِ سنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں ہیں، اور قائد اہلِ سنت علامہ شاہ احمد نورانی کے سسر حضرت مولانا فضل الرحمٰن کے والد ہیں (ایضاص:۸۴)

اس ارضِ پاک کے برکات کا کیا کہنا، پھر کاشانۂ قطبِ مدینہ پر آقائے مدینہ کے جلوؤں کی بارات دیدنی ہے، محترم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم، اے صاحب لکھتے ہیں:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان کے خلیفۂ خاص قطبِ مدینہ مولانا ضیاء الدین قادری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند فضیلۃ الشیخ مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی کا گھر مدینہ منورہ میں "کاشانۂ نعت" ہے، یہ کاشانہ حرم نبوی ﷺ سے تقریباً دو میل دور "حرارہ شرقیہ" میں ہے، جہاں نعت خوانوں کا جمگھٹا لگا رہتا ہے، حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب مدنی بذاتِ خود مجالسِ نعت کی صدارت فرماتے ہیں اور معذوری اور بیماری کے باوجود ساری ساری رات نعت شریف کی مجالس کی رونق کو خوشگوار بناتے ہیں،

""کاشانۂ فضل الرحمٰن""علم وعرفان کا ایسا مرکز ہے، جہاں دنیا بھر کے سنی حضرات آتے ہیں، میں یہاں مصری، ترکی، یمنی، افغانی، ہندوستانی، پاکستانی حتی کہ روس اور یورپ سے آئے ہوئے علماء کرام کو آپ کی مجالس میں دیکھا، اور آپ کو ہر زبان میں گفتگو کرتے ہوئے پایا، مولانا ضیاء الدین مدنی اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ خاص تھے، وہ ساٹھ سال مدینہ منورہ میں صرف اس لئے مسلسل قیام پذیر تھے کہ موت آئے تو مدینہ منورہ میں جنازہ اٹھے، جنازہ پڑھایا جائے تو سرکار ﷺ کے قدموں میں پڑھایا جائے اور تدفین ہو تو خاک مدینہ میں۔ آج اسی عاشق رسول ﷺ کی مسند کو ان کے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن مدنی سجائے ہوئے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا حق ادا کر رہے ہیں ع رحمت ونور سے معمور ہے سارا گلشن

اب آپ بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کو فیاض کائنات جل وعلی اور قاسم انعامات علیہ التحیۃ والثناء نے کتنی نوازشات وعنایات سے بہرہ ور کیا اور کتنی عظمتوں رفعتوں اور بلندیوں پر فائز فرمایا تھا، اور وہ عشق رسالت پناہی اور علم وعرفان سے معمور کیسی پرنور فضاؤں میں رہا کرتے تھے، اور عالم اسلام میں انھیں کیا عزت ووقار اور اعزاز واکرام حاصل تھا

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بیعت واجازت: قائد اہل سنت اپنے والد بزرگوار مبلغ اسلام خلیفۂ اعلیٰ حضرت علامہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ سے سلسلۂ قادریہ میں بیعت کا شرف رکھتے تھے،

اور مبلغ اسلام نے آپ کو اپنی خلافت واجازت سے بھی نوازا تھا، ان کے علاوہ قطب مدینہ علامہ ضیاء الدین مدنی علیہ الرحمہ سے بھی آپ کو اجازت حاصل تھی، اس طرح قائد اہل سنت شریعت وطریقت کے حسین سنگم تھے، جس میں لاکھوں اہل ایمان نہار ہے تھے، اوران شاء اللہ تا قیامت ان کے روحانی فیوض وبرکات میں نہاتے رہیں گے۔

قائد اہلسنت کی شخصیت : آپ ایک جامع الصفات شخصیت کے مالک تھے، جس کا اعتراف اپنے اور بے گانے سب کو ہے، آپ کا تعارف کراتے ہوئے روزنامہ اوصاف کے ایڈیٹر قمطراز ہیں:

جب آپ مولانا شاہ احمد نورانی سے ملاقات کرتے ہیں تو ان کی دھیمی آواز مختلف زبانوں میں بات کرنے کی صلاحیت اور سب سے بڑھ کر دلائل سے بات کرنے کی قدرت جس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے، انھیں بیک وقت چھ زبانوں پر عبور حاصل ہے، آپ قرآن مجید اور حدیث کی بات کریں گے تو آپ کو جواب دیتے وقت وہ یہ بھی بتائیں گے کہ یہ بات قرآن مجید کی کس سورت کس رکوع اور کس آیت میں درج ہے، وہ اپنی بات کی وضاحت کے لئے اس وقت تک دلائل دیتے رہیں گے جب تک آپ مطمئن نہ ہوجائیں۔

ہاں ایک اور بات جس کا برملا اعتراف سبھی کرتے ہیں وہ ان کی صلح جوئی اور مختلف متحارب گروہوں کو ایک میز پر بٹھانے کی صلاحیت ہے، جب بھی مختلف پارٹیوں کے اختلافات انتہا کو پہنچے، اور وہ ایک دوسرے سے بات کرنے کو بھی آمادہ نہ ہوئے تو ایسے مواقع پر مولانا شاہ احمد نورانی نے نہ صرف ان اختلافات کو ختم کرانے میں مرکزی

کردار ادا کیا، بلکہ مخالفین کو شیر وشکر کر کے سب کو حیران کر دیا۔

انداز تکلم: حضرت قائد اہل سنت کو پروردگار عالم نے متانت سنجیدگی کا پیکر اور شیریں مقالی کا ایسا مجسمہ بنایا تھا جس کی مثال مشکل سے ملے گی، ایسا پرکشش اور دلربا انداز گفتگو کہ آپ اگر مجلس میں بیٹھ گئے تو پھر اٹھنے کو دل نہ چاہے، انتہائی دل پذیر پند ونصائح سے پُر، ایمان ویقین کا اجالا لئے ہوئے اپنی حلاوت بھری زبان میں جب علم و عمل کی بات کرتے ہیں تو یوں سمجھئے:

پھول جھڑتے ہیں دم گفتار تیرے نطق سے
علم کے سانچے میں ڈھل کر جب تو کرتا ہے کلام

آپ چونکہ مشرق ومغرب کے سفر وسیاحت اور یورپ وایشیا کے طویل تبلیغی دوروں کی وجہ سے مختلف اقوام وملل کے اذہان، طرز فکر، طریقۂ زندگی اور جبلت ونفسیات سے گہری واقفیت رکھتے تھے، مختلف علمی تمدنی اور سیاسی مجالس کی شرکت کی بنا پر ہر ذہن وفکر کے انسان سے سابقہ رہتا، اس لئے گفتگو کرنے کا بڑا انرالا اور عمدہ سلیقہ رکھتے تھے۔

جودو سخا اور فیاضی: قائد اہل سنت کی طبیعت بڑی فیاض واقع ہوئی تھی، ایسے وسیع القلب اور سخی خال خال نظر آتے ہیں، کرم گستر حضرت مولانا شفیق الرحمن صاحب مدظلہ العالی خطیب وامام طیبہ مسجد امسٹرڈم ہالینڈ نے راقم الحروف سے ایسے متعدد واقعات بیان فرمائے، سردست خود انھیں کے ساتھ پیش آمدہ ایک واقعہ کو سپرد قرطاس کرتا ہوں، آپ فرماتے ہیں کہ:

ایک مرتبہ قائد اہل سنت ہالینڈ تشریف لائے، اور میں نے بہت معمولی تحفہ

حضرت کو پیش کیا، مگر جب حضرت ہالینڈ سے واپس ہونے لگے، تو ایک ارادتمند کے ذریعہ میرے گھر پر قیمتی اشیاء سے بھرا ہوا ایک سوٹ کیس بھجوایا اور فرمایا یہ مولانا کیلئے تحفہ ہے میں نے دیکھا کہ میرے پیش کئے ہوئے تحفوں سے کئی گنا زیادہ اور قیمتی سامان حضرت نے مجھے عنایت فرمایا، جو بلاشبہ آپ کی جود وسخا اور فراخدلی کی علامت ہے، اور ایسا برتاؤ کوئی میرے ہی ساتھ خاص نہ تھا، بلکہ بہتوں کو یوں ہی نوازتے تھے۔

کراچی آپ کے در دولت پر ہمیشہ اپنوں اور غیروں کا ہجوم رہتا، ان میں معزز مہمان بھی ہوتے، اور ملک و بیرون ملک کے وزراء اور سفراء بھی، ارادت مندوں کی قطار بھی رہتی، اور حاجتمندوں کا جم غفیر بھی، اور قائد اہل سنت سب سے بڑی فراخ دلی، بخشش اور خندہ پیشانی سے پیش آتے، اور دستر خوان تو ایسا کشادہ کہ طبیعت مچل اٹھے، اور عربوں کی مہمان نوازی کی یاد تازہ ہو جائے، کرم فرما حضرت قاری حبیب اللہ صاحب علیمی استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی نے راقم الحروف سے بیان کیا:

ایک مرتبہ میں کراچی گیا، اور حضرت قائد اہل سنت کے دولت کدے پر حاضر ہوا حضرت نے ملاقات کا شرف بخشا اور پھر جمعہ کے دن دوپہر کی دعوت بھی دی، میں خوشی خوشی جمعہ کو حضرت کے کاشانہ پر پہونچا، بعد نماز جمعہ مہمان خانہ میں گیا، وہاں مختلف ملکوں کے معززین تشریف فرما تھے، میں بھی بیٹھا، تھوڑی دیر میں دستر خوان بچھایا گیا، جس پر انواع واقسام کے کھانے چنے گئے، ایسے عمدہ اور لذیذ دستر خوان پر صرف دو چند ہی لوگ نہیں، بلکہ پورا مہمان خانہ بھرا ہوا تھا، جس سے قائد اہل سنت کی مہمان نوازی اور دریا دلی معلوم ہوتی ہے

ہجوم کیوں ہے زیادہ شراب خانے میں
فقط یہ بات کہ پیر مغاں ہیں مرد خلیق

معتمد کامل : قائد اہلسنت پاکستانی سیاست میں بڑی اہمیت کے حامل تھے، اور خصوصاً سنیوں کے سب سے معتمد اور معتبر سیاسی و مذہبی رہنما سمجھے جاتے تھے، آپ نے سیاست میں رہ کر بھی آج کی سیاسی گندگیوں سے اپنے آپ کو بہت دور رکھا، نہ آپ نے کبھی ضمیر فروشی کی، اور نہ قوم فروشی کا گھناؤنا کام کیا، یہی وجہ تھی کہ عوام و خواص سبھی آپ پر جان چھڑکتے تھے، محترم پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب (ایم، اے) لکھتے ہیں:

ہم نے مولانا عبدالستار خان نیازی کو مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی صاحب کی رفاقت میں سارے پاکستان کا دورہ کرتے دیکھا، لوگ ان دونوں رہنماؤں پر قربان ہوئے جاتے تھے، علماء مشائخ پیرزادوں اور نظام مصطفیٰ سے محبت رکھنے والوں کا ایک جم غفیر ان کے اردگرد ہوتا، یہ دونوں سنی رہنما جس شہر میں جاتے تھے جس قصبہ اور قریہ میں قدم رکھتے تھے، لوگ آنکھیں فرش راہ کرتے، سنی کانفرس ملتان ہو یا میلاد کانفرنس راولپنڈی، مولانا نیازی اور مولانا نورانی کی قیادت پر سنیوں کا اعتماد دیدنی تھا۔

حق گوئی اور بے باکی : آج عوام تو عوام، خواص بلکہ بعض علماء و مشائخ بھی ابن الوقتی کرتے دکھائی دے رہے ہیں، اور حق گوئی و بے باکی کے بجائے تملق و چاپلوسی اور مداہنت اپنا کر دنیا کی دولت اور اقتدار لینے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں، مگر قائد اہل سنت وہ بے باک مجاہد اور مرد آہن تھے کہ بڑی بڑی فرعونی طاقتوں کے سامنے نہ کبھی جھکے اور نہ ہی دبے، بلکہ ہر باطل کو بانگ دہل للکارا اور ہر غلط نظریہ کی کھل کر تردید فرمائی،

حتی کہ ایوان صدارت پر قابض عیاش حکمرانوں کو بھی واضح لفظوں میں بلا خوف وخطر دندان شکن جواب دیا، اور انھیں تنبیہ بھی فرمائی، جنانچہ یحیی خان صدر پاکستان کو ایک موقع پر سخت انداز میں یوں مخاطب کیا:

یحیی شراب سامنے سے ہٹاؤ ورنہ ہم ابھی جاتے ہیں.

اور ایک مرتبہ اسکی غلط پالیسی پر تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا:

تمھارا قادیانی مشیر ایم ایم احمدی پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے، اس ہمارا مشرقی پاکستان ہاتھ سے نکل سکتا ہے

اسی طرح صدر بھٹو سے کہیں آپ کی ملاقات ہوئی، جب آپ کا تعارف ہوا تو اس نے کہا، یہی ہیں، نورانی میاں جو حکومت کے کاموں میں کیڑے نکالتے ہیں، تو قائد اہلسنت نے برجستہ فرمایا: آپ حکومت کے کاموں میں کیڑے پڑنے ہی کیوں دیں کہ ہمیں نکالنے کی ضرورت پڑے.

ایک ملاقات میں صدر پرویز مشرف صاحب سے (P.T.V.) پر نشر کیے جانے والے غیر اسلامی مناظر اور کردار سے متعلق انھیں متنبہ کیا کہ:

(P.T.V.) کے ذریعہ جو کلچر پیش کیا جا رہا ہے اسے مسلمانوں کو دیکھنا جائز نہیں، پی ٹی وی ثقافت کے نام پر کثافت پیش کرتا ہے۔

مزید یہ بھی فرمایا کہ:

پاک فوج کو قادیانیوں سے پاک کیا جائے.

اس طرح کے واقعات کو اگر حیطۂ تحریر میں لایا جائے تو ایک دفتر تیار ہو جائے

جن سے قائد اہل سنت کی صداقت پسندی، حق گوئی و بے باکی، جرأت و ہمت اور عزم وحوصلہ کی شہادت ملتی ہے، آپ کی انھیں خوبیوں کی بنا پر علامہ فضل الرحمان مدنی علیہ الرحمہ نے فرمایا تھا:

نورانی کا علم نہ بکتا ہے اور نہ نورانی کہیں جھکتا ہے۔

اور ایڈیٹر جہان رضا لاہور نے لکھا ہے کہ:

جنرل ضیاء کی آمریت کا زمانہ تھا جہاں مخالفین پر کوڑے اور ہمنواوں پر انعام واکرام کی بارشیں برستی تھیں، نیازی اور نورانی آمریت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر صدر ضیاء کو وقت کا ''ابن زیاد'' کہا کرتے تھے، جنرل ضیاء اپنے دور آمریت میں نہ نیازی کو دبا سکا نہ نورانی کو جھکا سکا سچ ہے:

مرد حق باطل سے ہرگز خوف کھا سکتے نہیں
سر کٹا سکتے ہیں لیکن سر جھکا سکتے نہیں

یہ بھی ایک قابل ذکر بات ہے کہ حجاز مقدس پر ظالمانہ قبضہ جما کر خادم حرمین بننے والے اور دنیا بھر میں اپنی سچائی کا پروپیگنڈہ کرنے والے سعودی حکمرانوں کو بھی قائد اہلسنت کی سچی بات بڑی تلخ لگی، اور انھوں جل بھن کر سعودیہ میں آپ کا داخلہ بند کر دیا، مگر آپ اپنے موقف پر جمے رہے، اور ظالموں کے سامنے کبھی نہیں جھکے، سعودیہ میں آپ پر داخلے کی پابندی کا حال خود قائد اہل سنت ہی کی زبانی سنے، آپ فرماتے ہیں:

حضور نبی کریم ﷺ جب علیل ہوئے تو انھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ جزیرۃ العرب سے

یہودیوں اور عیسائیوں کو نکال دو

آج جو بھی شخص اس قسم کا مطالبہ کرتا ہے اسے دشمن قرار دے دیا جاتا ہے،
اسامہ بن لادن نے بھی یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرۃ العرب سے نکالنے کا نعرہ بلند کیا تو سعودی حکمرانوں نے ان کی شہریت ختم کردی، ہم نے اسامہ کی حمایت اور امریکہ کی مخالفت کی تو سعودی عرب میں ہمارا داخلہ بند کردیا گیا (جہان رضا، اپریل ۲۰۰۱ ص ۴۹)

مگر حق حق ہے، باطل باطل ہے، حق کو کبھی ناکامی نہیں، باطل کو کبھی سرخروئی نہیں، آج قائد اہل سنت لاکھوں دلوں پر حکومت کررہے ہیں، مگر ظالموں پر ہر انصاف پسند نفریں کرتا ہے.

زھد و قناعت : حضرت قائد اہلسنت علم وفضل جاہ وحشمت اور اثر ورسوخ کی جس منزل پر تھے، ایسے مقام پر پہونچ کر اپنے آپ میں رہنا ہی دشوار ہوجاتا ہے چہ جائیکہ دنیا سے بے رغبتی اور قناعت پسندی، مگر قائد اہل سنت کی ذات میں حیرت انگیز قناعت اور دنیا سے بے رغبتی پائی جاتی تھی، جس کا واضح ثبوت یہ ہے کہ ایسے عظیم المرتبت مذہبی روحانی اور سیاسی رہنما ہونے کے باوجود آپ عمر بھر کراچی صدر بازار کے بھیڑ بھاڑ، چیخ و پکار، شوروغل اور ہنگامہ بھرے ماحول میں اپنے اسی مکان میں قیام پذیر رہے، جس میں تقسیم ہند کے بعد آپ نے قیام فرمایا تھا، حالانکہ اگر آپ نے چاہا ہوتا تو عظیم سے عظیم ترمحل اور دولت کدہ میں دادعشرت دے سکتے تھے، اور دولت کا انبار لگا لیتے، مگر آپ کی زاہدانہ طبیعت نے دنیا کی ذخیرہ اندوزی اور حرص وہوس سے ہمیشہ اپنے کو الگ رکھا، آپ کی زندگی کا یہ مثالی کردار یقیناً آج سیاسی رہنماؤں، پیران

طریقت اور علماء ومشائخ کے لئے درس عبرت ہے

قرآن پاک سے والہانہ تعلق : حضرت قائد اہل سنت کلام ربانی کے نہ صرف یہ کہ حافظ تھے، بلکہ قرآنی فہم وتدبر بھی انھیں خوب حاصل تھا، ان کا قرآنی مطالعہ اتنا وسیع تھا کہ ہر مسئلہ کو قرآن کی روشنی میں مخاطب کے سامنے پیش کرنے کی کوشش فرماتے تھے، خواہ وہ مسئلہ سیاسی ہو یا سماجی مذہبی ہو یا روحانی، چنانچہ ایک مرتبہ آپ سے روزنامہ اوصاف کے ایڈیٹر نے افغانستان کی آپسی خانہ جنگی کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

میں افغانستان کی صورت حال کو قرآن مجید کی روشنی سے بیان کرتا ہوں، سورۃ الحجرات کا پہلا رکوع ارشاد باری تعالی ہے کہ جب مسلمانوں کی دو جماعتیں آپس میں لڑ پڑیں، تو ان میں صلح کرادو، پھر ان میں سے اگر کوئی ایک بغاوت کر دے تو اس سے جہاد کرو، یہاں تک کہ وہ اللہ کے حکم کے آگے جھک جائے، عدل سے کام لو، ایمان والے آپس میں ایک دوسرے کے بھائی ہیں (جہان رضا، اپریل ۲۰۰۱ء ص ۴۶)

اس جواب سے قائد اہل سنت کی حاضر جوابی اور قرآن پر گہری نظر کا بخوبی پتہ چلتا ہے، آپ تلاوت کلام اللہ ایسے ترنم اور وجد آفریں انداز میں فرماتے کہ دل ودماغ میں ایمانی حلاوت اور تازگی پیدا ہوجاتی، اور قرآنی برکتوں کے پھوٹتے چشمے اور آبشاروں سے صاحب ایمان کا وجود نہا اٹھتا تھا، صبح وشام تلاوت کلام پاک کے ایسے متوالے کہ اس مخصوص وقت میں بڑے سا بڑا آدمی یا فون آجائے، مگر آپ تلاوت موقوف نہ فرماتے، پورے رمضان المبارک میں ختم قرآن آپ کا محبوب مشغلہ تھا، قرآن

پاک سے عشق کی حد تک لگاؤ رکھتے تھے، جو یقیناً ایک بندہ مومن کا ہی شعار ہوتا ہے۔

شیشوں کی مسیحائی: حضرت قائد اہلسنت میں پروردگار عالم نے ایک بڑی خوبی یہ بھی ودیعت فرمائی تھی کہ مختلف الخیال افراد اور مختلف دھڑوں میں بٹے ہوئے لوگوں کو کسی نقطہ اتحاد پر جمع کرنے کی حکمت عملی انھیں خوب آتی ہیں اور اپنی تگ دو اور جدو جہد سے فریقین کے مابین صلح وصفائی کا راستہ ہموار کرنے میں مومنانہ فراست رکھتے تھے صلح وصفائی اور متحارب گرویوں کو ایک جگہ اکھٹا کر دینا کتنا دشوار کام ہے یہ ہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جنھیں اس خاردار وادی سے سابقہ پڑا ہو۔ بسا اوقات فریقین کا نفس امارہ اور انانیت اس راہ کی سب سے بڑی رکاوٹ ثابت ہو جاتی ہے۔ اس راہ میں ثالثی کرنے والا اپنے صبر و تحمل اور اخلاص و حکمت عملی کے لئے کبھی کبھی آزمائش بھی بن جاتا ہے مگر جو شخص صبر و ضبط متانت و سنجیدگی حلم و بردباری اور استقامت و اخلاص کی دولت سے بہرہ مند ہوتا ہے وہ اپنی کوششوں میں تساہلی کے بجائے اور تیزی پیدا کرتا ہے اور جب اس کی کوششیں رنگ لاتی ہیں اور فریقین گلے مل کر آپس کے گلوں اور شکووں کو دور کرتے ہیں تو ثالث سب کا محبوب بن جاتا ہے ٹوٹے ہوئے دلوں کو جوڑنا شیشوں کی مسیحائی کے مترادف ہے اور شیشوں کی مسیحائی کا نازک کام وہی انجام دے سکتا ہے جو شیشوں کے زخموں کی تاب لانے کا حوصلہ بھی رکھتا ہو اور اپنے رب سے اس کی جزاء پانے کا یقین بھی

قائد اہل سنت اصلاح ذات البین اور اتحاد بین الاحزاب کا فریضہ مادیت کے اس دور میں جو دلوں کے پھٹنے کا زمانہ ہے جس خوبی و سلامتی سے بنایا وہ کسی مسیحا ہی کا کام ہو سکتا ہے انھیں نفوس قدسیہ میں آپ کی ذات والا صفات بھی تھی

رخصت اے بزم جہاں: قائد اہل سنت کسی اہم منصبی فریضہ کی ادائیگی کے لئے کراچی سے اسلام آباد تشریف لائے ہوئے تھے جہاں وہ اچانک حرکت قلب بند ہونے سے ۱۶ر شوال المکرم ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء بروز جمعرات اپنے خالق حقیقی سے جا ملے انا اللہ وانا الیہ راجعون، روح کے قفس عنصری سے پرواز کرنے کی خبر ملنی تھی کہ عالم اسلام دھل گیا ہر طرف صف ماتم بچھ گئی۔ دانشوروں کی مجلسیں سونی ہو گئیں ایوان سیاست میں سناٹا چھا گیا بزم علماء اور حلقہ مشائخ میں کہرام مچ گیا وہ کیا گئے کہ سارا گلستاں چلا گیا۔ اور اب زبان بصد حسرت وافسوس یہ صدا دے رہی ہے ع۔

ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھ سا کہوں جسے۔

اشک غم

پیش کش: محمد وقار علی: متعلم جماعت سابعہ

استاذ الاساتذہ حضرت علامہ اعجاز احمد صاحب قبلہ شیخ الحدیث

دارالعلوم تدریس الاسلام بسڈیلہ

انتقال کے بعد مولانا مفتی اختر حسین صاحب سے علامہ اعجاز صاحب نے فرمایا: قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ ملک وملت کے عظیم رہبر ورہنما تھے، مجھے مدینہ شریف میں حضرت سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا، حضرت انتہائی خلیق اور ملنسار تھے، آپ کا اس دار فانی سے رحلت کر جانا ملت اسلامیہ کیلئے عظیم خسارہ ہے۔

جامع معقول و منقول حضرت علامہ مفتی شبیر حسن صاحب قبلہ

شیخ الحدیث الجامعۃ الاسلامیہ روناھی:

حضرت شاہ صاحب عالمی پیمانہ پر اہل سنت والجماعت کے عظیم نمائندہ تھے، اور علوم دینیہ ودنیویہ کے ساتھ ساتھ، سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے میں اپنی مثال آپ تھے، آپ کے جانے سے عالم اسلام کو عظیم نقصان پہونچا ہے

حضرت علامہ مولانا فروغ احمد اعظمی صاحب

صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ جمدا شاھی

حضرت قائد اہلسنت کا سانحۂ ارتحال ایک قیامت ہے جو عالم اسلام پر ٹوٹ پڑی، آپ وہ عظیم مذہبی سیاسی سماجی اور روحانی رہنما تھے، جس پر صرف ہندو پاک ہی کو نہیں دنیائے اسلام کو ناز تھا، دارالعلوم علیمیہ سے ان کا روحانی تعلق تھا، اس بنا پر ہم کو اور

بھی جدائی کا غم ہے۔ مولی تعالی کروٹ کروٹ غفران ورضوان سے نوازے۔

حضرت علامہ مولانا محمد تفسیر القادری قیامی

نائب صدر المدرسین دار العلوم علیمیہ جمداشاہی

قائد اہل سنت حضور الشاہ نورانی میاں قدس سرہ ماہ شوال ۱۴۰۹ھ جمداشاہی کے سالانہ جلسۂ دستار کے موقعہ پر تشریف لائے، عالی جناب سیٹھ غلام مصطفیٰ صاحب رضوی مرحوم خازن دار العلوم علیمیہ کے مکان پر قیام پزیر تھے، اساتذۂ دار العلوم کے ہم راہ راقم بھی حصول فیض و برکت کے لئے حاضر ہوا، اور سلام و دست بوسی کی، چہرہ پر نظر پڑتے ہی میرا دل خود ہی آپ کی طرف کھنچ اٹھا، خاصا وقت صحبت میں گزار کر فیض یاب ہوتا رہا، دل تھا کہ اٹھنے کا نام نہیں لے رہا تھا، جب عصر کا وقت ہو گیا تو دار العلوم علیمیہ کی نورانی مسجد میں چل کر آپ تشریف لائے، اور نماز عصر با جماعت ادا فرمائی، ویسے تو آپکی ہر ہر ادا سنت رسول ﷺ کے عین مطابق تھی، لیکن جب میری نظر آپ کی رفتار پر پڑی تو اچانک ذہن میں ایک بجلی کوندی اور سیرت رسول ﷺ: "اذا مشی یقلع کانما یمشی فی صبب"، اور "کانما ینحط من صبب" کی باران تجلی نے انوار رحمت میں غوطہ زن کر دیا، اور رسول اللہ ﷺ کی رفتار کی یادوں کے جلوے بکھر گئے، اب دل نے اپنا فیصلہ سنایا کہ کہ موقعہ غنیمت ہے کچھ حاصل کرلو. چنانچہ راقم اپنا خالی دامن پر کر نیکی آرزو لئے بعد نماز مغرب قیام گاہ پر پھر حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا، حضور! کچھ عنایت فرمادیں، آپ نے راقم کو غور سے دیکھا اور میرے ہاتھ سے کاپی لے کر اپنے قلم سے ایک تحریر ثبت فرمائی جو میرے لئے سرمایۂ حیات ہے، بلا شبہہ آپ جہاں ایک عظیم اور بے مثال مبلغ عالم و اعظم تھے،

وہیں آپ ایک جلیل القدر سلطان روحانیاں تھے۔

حضرت مولانا امید علی صدیقی صاحب

استاذ دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی

قائد اہل سنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمۃ والرضوان کے سانحۂ ارتحال سے پورا عالم اسلام سوگوار ہے، کیونکہ حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ نے اپنے والد گرامی مبلغ اسلام علامہ عبد العلیم میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے سیاسی و مذہبی ہر میدان میں سنیت کی بے لوث خدمت انجام دی، مولی تعالی ان کا بدل پیدا فرمائے

جناب سیٹھ عبد المجید صاحب معاون خاص دار العلوم علیمیہ جمدا شاہی :

حضرت قائد اہل سنت کی وفات ملت اسلامیہ کا عظیم خسارہ ہے، جس کی تلافی نا ممکن ہے، اللہ تعالی حجرت قائد اہل سنت اور آپ کے والد گرامی حضرت مبلغ اسلام علیہ الرحمہ کے فیضان کرم کو دار العلوم علیمیہ پر جاری و ساری رکھے، آمین ثم آمین۔

محترم جناب عتیق الرحمن صاحب جمدا شاہی :

اپنے مرکز عقیدت قائد اہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر ملال کی خبر سننے کے بعد ایسا محسوس ہوا کہ سب سے پسندیدہ اور قیمتی چیز کھوگئی ہو، اپنے وطن عزیز جمدا شاہی میں حضرت کی متعدد مرتبہ زیارت ہوئی، اور گفتگو کا شرف بھی حاصل ہوا، آپ نہایت ہی خوبرو پیکر صدق وصفا، اور سنیت کا درد رکھنے والے تھے، آپ کیا س دار فانی سے دار بقا کوچ کرنے سے پورے عالم اسلام میں خلا پیدا ہوگیا، جس کا پر ہونا ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علامہ شاہ احمد نورانی (حیات وخدمات)

سیف الدین شمسی شمس العلوم گھوسی

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی آن نئی شان
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

قہاری وغفاری وقدوسی وجبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلماں

ہر دور میں انسانوں میں کچھ ایسی مقتدر اور عبقری ہستیاں ہوتی ہیں، جو تنہا ہوتے ہوئے بھی ایک انجمن، ایک مشن اور ایک نظریہ ہوتی ہیں، اور اپنی خوبیوں اور مقصد حیات کی بدولت ہمیشہ لوگوں کے دل ودماغ میں زندہ وپائندہ رہتی ہیں۔

ایسی ہی برگزیدہ ہستیوں میں قائد اہل سنت مبلغ اسلام علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ (ولادت ۱۳۴۴ھ/۱۹۲۸ء وفات ۱۶رشوال ۱۴۲۴ھ/۱۱ردسمبر ۲۰۰۳ء) کی ذات گرامی بھی ہے، حضرت شاہ صاحب علیہ الرحمہ ایک ہمہ جہت شخصیت کے مالک تھے، لیکن مبلغ اسلام کی حیثیت سے آپ زیادہ جانے پہچانے جاتے ہیں

آپ کے والد گرامی خلیفۂ اعلیحضرت بریلوی، مولانا شاہ عبد العلیم صدیقی میرٹھی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی زندگی کا بیشتر حصہ انٹرنیشنل پیمانے پر دین اسلام کی خدمت کے لئے وقف کر رکھا تھا، اور اپنی دعوت وتبلیغ کا میدان ملک سے باہر یورپ، افریقہ، امریکہ اور ممالک عربیہ کو بنایا تھا، اسی لئے ان کو ''مبلغ ایشیا ویورپ'' کے نام سے یاد کیا

جاتا ہے۔

علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ نے اپنے والد کے نقش قدم پر چلتے ہوئے مذہب اسلام کی تبلیغ ودعوت کے لئے بیرونی ممالک کو ہی میدان کار بنایا۔

علامہ نورانی چودہ پندرہ زبانوں مثلاً اردو، عربی، انگریزی، فرانسیسی، جرمنی، ڈچ وغیرہ کے ماہر تھے، اس لئے زبان کا مسئلہ کبھی بھی ان کی تبلیغ کی راہ کا روڑا نہیں بنا، آپ نے اپنی اس خداداد صلاحیت سے عالمی سطح پر تبلیغ دین اور رشد وہدایت کا وہ نمایاں اور غیر معمولی کام انجام دیا، جو بہت کم لوگوں کے حصے میں آتا ہے۔

بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں کہ علامہ نورانی نے اپنے ملک میں وہ تبلیغی کام نہیں کیا، جوانھوں نے بیروں ملک انجام دیا، اس سلسلے میں شاہ صاحب علیہ الرحمہ کا یہ نظریہ تھا کہ اندرون ملک تو کام کرنے کے لئے بہت سارے مدارس اور ادارے موجود ہیں، جو بحسن وخوبی اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچا رہے ہیں، ضرورت اس بات کی ہے کہ بیرون ملک دعوت اسلام کا کام کیا جائے''، چنانچہ آپ نے مقامی علماء کو اپنی اس تلقین کے ساتھ اندرون ملک دینی تبلیغ ودعوت کے کام پر مامور فرمادیا اور خود زیادہ وقت ملک سے باہر تبلیغ میں صرف کرتے تھے، متعدد بار وطن عزیز بھارت کا بھی دورہ کیا۔

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی، ضلع بستی یوپی سے آپ کا قلبی اور روحانی لگاؤ تھا، چونکہ یہ ادارہ آپ کے پدر بزرگوار مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی کے نام سے موسوم ہے، اور یہاں کے اساتذہ، ارکان اور عوام، حضرت شاہ احمد نورانی سے والہانہ عقیدت ومحبت اور تعلق ارادت رکھتے ہیں، اس لئے ان کی دعوت کو حتی المقدور مسترد نہیں کرتے تھے آپ

نے چار مرتبہ جمدا شاہی کا دورہ کیا، آخری دورہ ۱۹۹۲ء میں فرمایا تھا ادھر پھر ۱۲ر محرم ۱۴۲۵ھ کو دورہ متوقع تھا۔

حضرت علامہ شاہ احمد نورانی ۱۹۲۸ء میں میرٹھ میں ایک علمی وروحانی گھرانے میں پیدا ہوئے، بچوں کے عظیم اور مقبول شاعروادیب اسماعیل میرٹھی آپ کے تایا تھے، سات سال کی عمر میں قرآن شریف حفظ کیا، ابتدائی تعلیم میرٹھ میں اپنے والد محترم وغیرہ سے پائی، درس نظامی کی تکمیل مدرسہ عربی میرٹھ میں صدر العلماء مولانا سید غلام جیلانی میرٹھی اور دیگر علماء سے کی۔

اس کے علاوہ عصری علوم وفنون اور مختلف زبانوں میں کامل مہارت رکھتے تھے ،الہ آباد یونیورسٹی سے گریجویشن کیا تھا۔

تقسیم ہندو پاک کے بعد ۱۹۴۹ء میں کراچی میں مقیم ہوگئے اور وہیں سے ملی و سیاسی سرگرمیوں کا آغاز کیا، اولا زیادہ وقت بیرون ممالک کے تبلیغی دوروں میں گزارا، غیر معمولی مذہبی و سیاسی سوجھ بوجھ کے مالک تھے ،۱۹۷۰ء میں جب خواجہ قمر الدین سیالوی جمعیت علماء پاکستان کے صدر منتخب ہوئے تو علامہ نورانی نے علماء کے اصرار پر سیاست میں حصہ لینا شروع کیا، اسی سال عام انتخابات میں جمعیت کا پارلیمانی لیڈر چنا گیا، آپنے قومی اسمبلی میں اپنی موجودگی سے سیاسی سطح پر ملی مفادات کے لئے کام کا اچھا موقع سمجھا اور ۱۵ر اپریل ۱۹۷۲ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں عبوری آئین پر تقریر کرتے ہوئے اسلام اور ختم نبوت کے تحفظ کی پہلی آواز بلند کی، آپ کی یہ کوشش ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قومی اسمبلی میں آپ کی تیار کردہ قرارداد کے مطابق قادیانیوں کے غیر

مسلم اقلیت قرار دیے جانے پر منتج ہوئی۔

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کے وصال کے بعد علامہ نورانی جمعیت علماء پاکستان کے صدر چن لئے گئے اور تادم آخر صدر رہے، اور پاکستانی سیاست میں نمایاں کردار ادا کرتے رہے، سیاسی پلیٹ فارم پر آپ کا قد بہت اونچا تھا، مسلکی اختلافات کے باوجود پاکستان کی دیگر سیاسی دینی پارٹیوں نے ہمیشہ آپ کو اپنا سربراہ تسلیم کیا اور آگے رکھا، آپ دینی جماعتوں کے اتحاد قومی یکجہتی کونسل اور پھر ۲۰۰۲ء میں قائم متحدہ مجلس عمل کے سربراہ رہے، مولانا فضل الرحمٰن، قاضی حسین احمد، مولانا سمیع الحق، پروفیسر غفور احمد وغیرہ جیسے سیاسی مذہبی زور آزماؤں اور سورماؤں نے آپ کو اپنا بزرگ سیاسی رہبر و مشیر بنائے رکھا۔

علامہ شاہ احمد نورانی ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے بانیوں میں تھے، اور اس سے ہمیشہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت سے وابستہ رہے، اس مشن کے تحت منظم اور منصوبہ بند طریقے سے تبلیغی کام کیا، اور پوری دنیا میں تبلیغی دورے فرما کر جگہ جگہ اس کی شاخیں اور مدارس و مساجد اور دینی ادارے اور حلقے قائم کئے ''الدعوۃ'' کے نام سے عربی میلاً اور ''میسیج'' کے نام سے اس مشن کا ترجمان ماہنامہ بھی نکالتے تھے۔

۲۱ جنوری ۱۹۷۳ء میں مکہ مکرمہ میں پوری دنیا کے علماء کی موجودگی اور علامہ ارشد القادری مصباحی کی معیت میں علامہ نورانی کی تحریک پر ورلڈ اسلامک مشن کا قیام عمل میں آیا، پھر ۱۹۷۴ء میں انگلینڈ میں ایک کانفرنس میں علامہ نورانی کو مشن کا سربراہ اور علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ کو سکریٹری جنرل منتخب کیا گیا تا حین حیات آپ

مشن کی صدرات فرماتے رہے آپ کے ہاتھ پر ہزاروں غیر مسلم لوگوں نے اسلام قبول کیا۔

عالمی سطح پر اس مشن کا ہیڈ کواٹر بریڈ فورڈ لندن میں ہے، جب کہ ملکی سطح پر کراچی کا ''یونی پلازہ'' ہے جس کے آفس میں علامہ عبدالمصطفی ازہری کے شاگرد رشید مولانا خلیل اشرف اعظمی کے صاحبزادے اور میرے بھتیجے نعیم اشرف بطور سکریٹری مامور ہیں، حضرت علامہ نورانی میاں علیہ الرحمہ زیادہ تر بیرون ملک رہتے تھے اس لئے مشن کے بیشتر امور محترم نعیم اشرف سلمہ سرانجام دیتے رہے ہیں، اور عالمی سطح پر مشن کے تحت جن لوگوں نے علامہ نورانی کے ساتھ تبلیغی و تنظیمی میدان میں خصوصی رفاقت نبھائی ان میں شاہ فرید الحق، علامہ ارشد القادری ، علامہ قمر الزماں اعظمی، علامہ شاہد رضا نعیمی اور مولانا شفیق الرحمٰن عزیزی مصباحی قابل ذکر ہیں۔

علامہ نورانی کی بہن ڈاکٹر فریدہ خانم بھی اپنے بھائی کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے عورتوں میں کام کرتی ہیں، م انھوں نے عورتوں کی فلاح و بہبود، فروغ اسلام اور استحکام سنیت کے لئے تنظیم فلاح دارین'' کے نام سے ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے، جس کے زیر اہتمام خواتین میں کافی دینی بیداری آئی ہے، جگہ جگہ خالص عورتوں کی تبلیغ کی خاطر پردہ کے اہتمام کے دساتھ دینی مجالس منعقد کرتی رہتی ہیں، جن میں ناخواندہ اور مصروف خواتین کو اسلام کی بنیادی باتوں، اور اسلامی عقائد و اعمال سے آگاہ کرتی ہیں

ایں خانہ ہمہ آفتاب است

علامہ نورانی علیہ الرحمہ کے گھر کا ماحول بڑا عجیب وغریب اور عام گھرانوں

سے مختلف ہے علم اور دین کی فرمارروائی ،اور گھریلو زبان عربی ہے گھر کا ہر فرد گھر میں عربی زبان ہی بولتا ہے جب کہ گھر سے باہر حسب موقع وضرورت اردو، انگریزی وغیرہ کا استعمال کرتا ہے۔

علامہ ارشد القادری علیہ الرحمہ نے عوام میں عملی روح بیدار کرنے کے لئے ، جب " دعوت اسلامی کی بنیاد رکھی تو اس کے مشیر کارلوگوں میں علامہ نورانی بھی تھے ، مسئلہ اس تحریک کی امارت کا تھا کہ دعوت اسلامی کا امیر کسے بنایا جائے جو باعمل اور صاحب کردار ہونے کے ساتھ ساتھ فعال ، جری ، متحمل اور مستقل مزاج بھی ہو، اس وقت علامہ نورانی نے مولانا محمد الیاس عطار قادری کا نام تجویز کیا ، جسے علامہ ارشد القادری اور دیگر ذمہ داروں نے بے حد پسند کیا اور مولانا عطار امیر منتخب کر لئے گئے ،مولانا نے دعوت اسلامی کو اخلاص اور محنت سے خوب پروان چڑھایا اور نوجوانوں میں خاص طور سے کالج کے طلبہ میں دینداری اور علم وعمل کی روح پھونک دی یہ کامیاب تحریک دنیا کے درجنوں ملکوں میں مثبت انداز سے کام کر رہی ہے اور مسلم سماج پر گہری دینی چھاپ ڈال رہی ہے ، یہ سب علامہ نورانی کی نگہ انتخاب کا نتیجہ ہے۔

الحاصل علامہ نورانی کا مقصد حیات مذہب وملت کی ترویج واشاعت ہے، خواہ وہ مذہب کے پلیٹ فارم سے ہو یا سیاسی اسٹیج سے، علامہ نورانی پوری جرأت ایمانی کے ساتھ زندگی بھر دین سے دور ملکی وغیر ملکی فرمانرواؤں کے سامنے کلمۂ حق بلند کرتے رہے، جنرل ایوب سے لے کر جنرل مشرف تک سیاسی میدان میں مذہبی مفادات کے تحفظ کے لئے کلیدی رول ادا کرتے رہے، کبھی بھی مصلحت اندیشی اور دینوی جاہ طلبی کا

شکار ہوکر سیاسی حکمرانوں سے ملی مفادات کا سودا نہیں کیا بر سر منبر ومحراب اور ایوان سیاست میں کھلم کھلا ، حکیمانہ انداز سے غلط نظریات اور پالیسیوں پر صدائے احتجاج بلند فرمایا ، بسا اوقات حکومت کو آپ کی بات تسلیم کرنی پڑی ، انہیں باتوں میں سے ایک بات قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا آئینی مسئلہ بھی ہے جو صدر بھٹو کے دور حکومت میں اٹھا اور علامہ شاہ احمد نورانی کے دلائل اور سیاسی و مذہبی دباؤ کے نتیجے میں قانونی طور سے قادیانیوں کو پاکستان میں کافر قرار دیا گیا اور اس کے بعد بیشتر مسلم ممالک نے بھی مرزائیوں کے لئے خارج اسلام ہونے کا قانون پاس کیا ، اور اس طرح شاہ نورانی کی بدولت اسلام کو ایک اندرونی خطرہ سے تحفظ حاصل ہوا۔

تبلیغی اسفار اور سیاسی مصروفیات کے باوجود اردو اور انگریزی میں علامہ نورانی کئی کتابچے اور قادیانیت کے رد میں ایک ضخیم انگریزی کتاب تحریر فرمائی ہے ، آپ نے پوری دنیا میں سلسلہ عالیہ قادریہ کی اشاعت بھی فرمائی ، ملک و بیرون ملک لاکھوں کی تعداد میں آپ کے مریدین پائے جاتے ہیں۔

افسوس ملک وملت کا یہ بے باک ترجمان ، سفیر اسلام ، قائد اہلسنت اور بزرگ روحانی و سیاسی رہنما ، ۱۶ر شوال ۱۴۲۴ھ/۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء اسلام آباد میں اپنے حقیقی مالک سے جاملا ، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

۱۲ر دسمبر بعد نماز عصر بروز جمعہ نشتر پارک کراچی میں ہزاروں سوگواروں نے آپ کے فرزند اکبر مولانا محمد انس نورانی کی امامت میں جنازہ کی نماز پڑھی اور آپ کلفٹن میں عبداللہ شاہ غازی کے آستانہ پر اپنی والدہ کے پہلو میں دفن کئے گئے آپ کی وفات پر

عالمی مذہبی وسیاسی رہنماؤں نے اظہار تعزیت کیا اور آپ کی وفات کو ایسا خسارہ قرار دیا، جو کبھی بھی پر نہیں ہو سکے گا، ایک صاجبزادی اور دو صاجبزادے محمد انس نورانی اور محمد اویس نورانی یادگار ہیں۔

اگرچہ علامہ نورانی علیہ الرحمہ ہمارے درمیان نہیں رہے، لیکن ان کی تحریک اوران کا مشن ہمیشہ زندہ رہے گا، خدائے تعالیٰ کے حضور ہم دست بدعا ہیں کہ علامہ نورانی علیہ الرحمہ کے صاجبزادوں میں وہی تڑپ وہی لگن پیدا فرمائے آمین!

کشتگان خنجر تسلیم را　　　ہر زماں از غیب جان دیگر است

قائد اہل سنت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ

ایک عہد آفریں شخصیت

(ولادت: ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۴۷ھ مطابق ۳۱ مارچ ۱۹۲۶ء۔ وفات: ۱۶ر شوال ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۲۰۰۳ء)

از: محمد معراج الحق بغدادی

استاذ دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی انڈیا

فقر والے گدا نہیں ہوتے

اہل حق بے وفا نہیں ہوتے

ڈوب جاتے ہیں مثل ماہ و نجوم

اہل باطن فنا نہیں ہوتے

صاحبزادۂ مبلغ اسلام، قائد اہل سنت، حضرت علامہ شاہ احمد نورانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے غیر معمولی اوصاف جلیلہ کی بدولت دنیا بھر میں جانے پہچانے جاتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ہر مکتب فکر کے لوگ آپ کی عبقری شخصیت کے قائل ہیں، مذہبی، دعوتی، مسلکی، ملکی اور خارجی مسائل پر آپ کے نظریات وافکار بہت اہمیت کے حامل رہے، آپ کے سیاسی حریف بھی آپ کی عظمت اور اعلی ظرفی کے خوشہ چیں ہیں، انھیں تمام قائدانہ صلاحیتوں کی وجہ سے آپ نے پاکستان کے سیاسی منظر نامہ پر مذہبی پارٹیوں کو رفعت و بلندی عطا کرنے میں زبردست کردار ادا کیا تھا، نتیجۃً پاکستان کی قومی اسمبلی میں حالیہ برسوں میں مذہبی پارٹیوں کا اتحاد زبردست حزب اختلاف کی شکل میں ابھر کر سامنے آیا ہے۔

والد گرامی حضرت مبلغ اسلام شاہ عبدالعلیم صدیقی مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۱۹۵۴ء) کے مشن کو عام کرنے کی راہ میں اندرون ملک و بیرون ملک آپ نے اپنی غیر معمولی صلاحیتوں کا مظاہرہ کیا، والد گرامی کے نقش قدم پر چلتے ہوئے، "ان اجری الا علی اللہ" کے اصول پر کاربند رہ کر دنیا کے بیشتر ممالک کا تبلیغی دورہ کرتے رہے اور دوران دعوت جا بجا مساجد، مدارس، مکاتب، اور اسلامی تنظیموں کا احیاء اور تاسیس میں اپنے قائدانہ کردار کا مظاہرہ فرمایا، میں نے ذیل کے مضمون میں اس ہمہ گیر شخصیت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی ہے تاکہ ایک مفکر، مبلغ اور اپنے پیر و مرشد کی عرس چہلم کے موقع پر تسکین دل کا سامان پیدا کرسکوں۔

یاد عرفان محبت کو جلا دیتی ہے
یاد ظلمت کے بسیروں کو جلا دیتی ہے
جب بھٹکتا ہوں کبھی وحشت رنجوری میں
یاد ہی تیری مجھے راہ دکھا دیتی ہے

علامہ نورانی بحیثیت قائد و مصلح : تاریخ اسلام میں تعمیری ذہنیت کی حامل قیادتیں ہمیشہ بارآور رہی ہیں، ان سے ملک و ملت کے مستقبل پر ہمیشہ دوررس اثرات مثبت ہوئے ہیں یہی وجہ ہے کہ اسلام میں سیاسی عمل کو کبھی بھی معیوب نہیں سمجھا گیا ہے، اسلامی سیاست کی صحیح صورت قرآن کی رو سے صرف یہی ہے کہ بندہ خدا اور رسول کی "قانونی بالادستی" تسلیم کرلے، اور اس کے حق میں "آمریت" یا "حاکمیت سے دستبردار ہوجائے، اس کے اختیارات خواہ وہ تشریعی ہوں یا عدالتی یا انتظامی قانون ربانی

کے زیرنگیں ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وأنزلنا اليك الكتاب بالحق مصدقا لما بين يديه من الكتاب، و مهيمنا عليه، فاحكم بينهم بما انزل الله، ولا تتبع اهوائهم عما جائك من الحق" (المائدة: ٤٥)

ترجمہ: (اے نبی) ہم نے یہ کتاب تمہاری طرف حق کے ساتھ نازل کی ہے، جو تصدیق کرتی ہے پہلے آئی ہوئی کتابوں کی، اور نگہبان ہے ان پر، پس جو کچھ اللہ نے نازل کیا ہے تم اس کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلے کرو اور لوگوں کی خواہشات کی پیروی میں اس حق سے منہ نہ موڑو جو تمہارے پاس آیا ہے۔

تقسیم ہند کے بعد پاکستان کی سیاسی باگ ڈور ایسے ہاتھوں میں آگئی جسے وہاں کی قوم نے بادل ناخواستہ قبول کیا، ایک اسلامی حکومت کی تاسیس جس میں ''نظام مصطفیٰ'' نافذ ہو، شرمندۂ تعبیر نہ ہوا، گو کہ وہاں کے حکمراں مسلمان ہی رہے ہیں جو اسلام اور اس کے قانون کو مانتے تھے، عام معاملات ان کی حکومتوں میں شریعت ہی کے مطابق انجام پاتے تھے، تاہم ان کی سیاست دین کے تابع نہیں تھی، اسی وجہ سے نصف صدی کا طویل عرصہ بیت جانے کے بعد بھی پاکستان ایک صالح مستحکم اور اسلامی حکومت کی نمائندگی کرنے سے قاصر رہا، اور وہاں کی لسانی طبقاتی اور معاشرتی خامیوں کو یہ مملکت خداداد نہ دور کر سکا:

و من لم يحكم بما انزل الله، فاولئك هم الظالمون (المائدة: ٤٥)

ترجمہ: اور جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی ظالم ہیں

سیاسی عمل میں جب تک قرآن اور اسلامی تعلیمات کو سامنے نہیں رکھا جائے گا ،اور قوم مسلم کی قیادت میں اللہ تعالی کے بتلائے ہوئے اصولوں سے رہنمائی حاصل نہیں کی جائے گی ،وہ قیادت یقیناً ناکام و نامراد ہوگی ، کیونکہ قرآن ہی مسلم قیادت کی روح ہے،خلفاء راشدین کی زندگی اس کے لئے مینارۂ ہدایت ہے۔

حضرت قائد اہل سنت نے مذہبی ماحول میں آنکھیں کھولیں گھر میں دعوت و تبلیغ اور قال اللہ و قال الرسول کی جلوہ سامانیاں تھیں ، پورا گھر بقعۂ نور بنا ہوا تھا ، گھریلو زبان عربی تھی ،آپ کی شخصیت کی آبیاری مین والد گرامی کی زبردست روحانی تربیت بھی کارفرما رہی ،اس لئے جب آپ نے قوم مسلم کی زبوں حالی کا مشاہدہ کیا تو یہ فیصلہ لیا کہ ایک صالح اسلامی قیادت ہی اس قوم کو راہ راست پر لا سکتی ہے ،اور 'نظام مصطفیٰ' کا نفاذ ہی پاکستانی قوم کو رفعت و بلندی دے سکتی ہے،چنانچہ آپ نے پاکستان کی قومی اسمبلی کے لئے ۱۹۷۱ء میں جمعیۃ علماء پاکستان کے ٹکٹ پر الیکشن لڑنے کا فیصلہ کیا ،اور الحمد للہ کامیابی بھی ملی۔

آپ نے پاکستان کی قومی اسمبلی کو ملّی اور تبلیغی کام کے لئے سنہری موقعہ جانا ، اور ۱۵/ اپریل ۱۹۷۲ء میں قادیانیت کے خلاف سب سے پہلی آواز بلند کی اور کہا: ''جو آئین ہمارے سامنے عمدہ فریم میں سجا کر پیش کیا گیا ہے،اس میں اسلام کو کوئی تحفظ نہیں دیا گیا ، میں اس دستور کو معزز ایوان کے لئے قابل قبول نہیں سمجھتا ہوں ، اور اس کی مخالفت کرتا ہوں،اس میں لکھا ہے کہ صدر پاکستان مسلمان ہوگا ،مگر مسلمان کی تعریف

کوئی نہیں جانتا کہ کیا ہے؟ ہر شخص مسلمان بننے کی کوشش کرتا ہے، آنحضرت ﷺ کو آخری نبی نہیں ماننے والا ہمارے نزدیک مسلمان نہیں ہے، اور جو لوگ حضور ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے، ہم انھیں مسلمان نہیں سمجھتے، تو پھر یہ کیسے چور دروازہ سے آکر اسلام کے نام پر حکمراں بن سکتے ہیں، اور تباہی کا سامان پیدا کر سکتے ہیں" (تعارف علماء اہل سنت ص: ۳۷، ۳۸)

اس خصوص میں حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی تحریر فرماتے ہیں:

"بالآخر ۳۰ رجون ۱۹۷۴ء کو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کا مسئلہ علامہ شاہ احمد نورانی اور ان کے رفقاء کی کوششوں سے اور ہزاروں شہدائے تحفظ ختم نبوت کی جانی قربانیوں کے بعد قومی اسمبلی میں پیش ہوا، یہ قرارداد علامہ نورانی کی قیادت میں تیار ہوئی، اور سیاسی فضا ہموار ہونے کے بعد ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو قانون میں تبدیل ہوگئی" (قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، ص: ۷۳)

حضرت خواجہ قمرالدین سیالوی کے انتقال کے بعد آپ جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر منتخب کئے گئے، اور اخیر عمر تک اس عہدہ پر فائز رہے، پاکستانی عوام وخواص میں بیحد مقبول رہے، چونکہ آپ زبردست سیاسی سوجھ بوجھ کے مالک تھے، اسی لئے پاکستان کی تمام مذہبی پارٹیاں آپ کو علی الاطلاق اپنا سربراہ تسلیم کرتی رہیں۔

۱۹۹۱ء کی پہلی جنگ میں عراقی حکومت کی حمایت اور امریکی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف مغرب کی پالیسیوں پر آپ نے سخت نکتہ چینی کی، پاکستان کے مختلف شہروں میں امریکی جارحیت کے خلاف عوامی مظاہروں اور جلسوں کو خطاب فرمایا، جس کی وجہ سے

اس وقت کی بینظیر حکومت زبردست سیاسی بحران سے دوچار ہوگئی، اوراس نے اپنی خارجہ پالیسیوں پرنظر ثانی کر کےاتحادی افواج میں پاکستانی فوج نہ بھیجنے کافیصلہ کیا.

پاکستان میں مذہبی سیاسی پارٹیوں نے مسلکی اختلافات کے باوجود ہمیشہ آپ کو آگے رکھا، اورا اپنے سربراہ کی حیثیت سے آپ سے پیش آتے، مولانا فضل الرحمان، قاضی حسین احمد، پروفیسر غفور احمد، مولانا سمیع الحق، پروفیسر طاہر القادری جیسے مذہبی سیاسی سورماؤں نے آپ کواپنا قابل تقلید رہبر ومقتدی بنائے رکھا،۲۰۰۲ءمیں متحدہ مجلس عمل (M.M.A.) کے نام سے مذہبی پارٹیوں نے ایک نئے سیاسی پلیٹ فارم کی داغ بیل ڈالی، جو بعد میں چل کر پاکستانی قومی اسمبلی میں سب سے بڑی اپوزیشن پارٹی کی شکل میں ظاہرہوئی، کئی صوبوں میں اس پارٹی نے اپنی حکومت بھی بنائی،حضرت قائد اہلسنت علیہ الرحمہ ہی اس اتحاد کے محرک،روح رواں اورسربراہ تھے.

۲۰۰۳ءکےاوائل میں جب پاکستان میں ایوان بالا (سینٹ) کےانتخابات ہوئے تو آپ کو .M.M.A کی جانب سے اس کا رکن منتخب کیا گیا اور ایک بار پھر پاکستان کی قومی اسمبلی کو آپ کی زبردست قائدانہ شخصیت سے متعارف ہونے کی سعادت میسر آئی.

یک چراغیست دریں خانه که از پرتو آں. . . : قائداہلسنت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صاحب (رحمۃ اللہ علیہ) اپنی جماعت کے عظیم بالغ نظر دانشور اور بڑے قد آور مفکر تھے، غالبا یہی کچھ وجوہات ہیں کہ عالم عرب کی اہم یونیورسٹیوں اوردانشگاہوں سے بڑے خوشگوار روابط تھے، بلکہ بعض جامعات کی مجلس

شوری کے چیئر مین اور رکن بھی تھے، 'منظمۃ المؤتمر الاسلامی الشعبی' بغداد کے اعزازی نگراں اور 'وزارۃ الاوقاف والشئون الدینیہ' بغداد کے زیر اہتمام عظیم صدام یونیورسٹی فار اسلامک اسٹڈیز بغداد کے اعزازی رکن جیسے اہم عہدوں پر فائز رہے، چنانچہ آپ کی سفارشات وہدایات پر پاک وہند کے درجنوں طلبہ نے اعلیٰ تعلیم کی خاطر وہاں کا رخ کیا، ہندوستان میں دارالعلوم علیمیہ جمد اشاہی ضلع بستی یوپی کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ یہاں کے فارغین حضرت قائد اہلسنت (علیہ الرحمہ) کے توصیہ وتزکیہ پر بغداد معلیٰ میں نور علم وعمل سے بہرہ ور ہوئے، واضح رہے کہ ہندوستان میں اعلیٰ عربی ادب کے تعلیم کے لئے افراد سازی کے باب میں شیخ القرآن علامہ عبداللہ خاں قبلہ عزیزی اور حضرت مولانا معین الحق صاحب قبلہ علیمی دامت برکاتہم العالیہ کی جانفشانی اور آبلہ پائی کی داستان بہت طویل ہے، اس کو قلمبند کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے، اللہ تعالیٰ ان حضرات کا سایہ تادیر ہم پر قائم ودائم رکھے، آمین!

''وزارۃ الاوقاف والشئون الدینیہ'' کی جانب سے منعقد کی جانے والی تقریبات میں جہاں عالم اسلام سے نمائندہ حضرات کو مدعو کیا تھا، وہیں حضرت قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی (رحمۃ اللہ علیہ) کا اسم گرامی سرفہرست ہوتا تھا، بغداد شریف میں میرے قیام کے دوران حضرت قائد اہلسنت دوبار یہاں تشریف لائے، اور ہر بار میری نگاہوں نے اس امر کا مشاہدہ کیا کہ صدر صدام حسین کے اعلیٰ عہدیداران اور وزراء مملکت آپ سے ملاقات کے متمنی رہتے تھے، اور آپ کو اپنے گھر پہ مدعو کر کے اپنی نیازمندی کا ثبوت فراہم کرتے تھے، بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ وہ اسے اپنی سعادت تصور

کرتے تھے تو بیجا نہ ہوگا، مرد آہن صدر صدام حسین آپ کے مشوروں اور نصیحتوں کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے۔

جامع محمد الفاتح (لیبیا) کی مجلس مشاورت کے ممبر بھی رہے ہیں، آپ کے فرزند ارجمند صاحبزادہ انس نورانی صاحب قبلہ دامت برکاتہم العالیہ نے طرابلس اور بغداد دونوں جگہوں سے تعلیم حاصل کی ہے۔

منظمۃ الدعوۃ العالمیۃ اللیبیۃ کی بھی آپ سرپرستی فرماتے رہے، عالم اسلام یورپ اور افریقہ میں منفرد سرگرمیوں سے یہ ادارہ خوب متعارف ہے، عربی، انگلش میگزین اس ادارہ کے زیر اہتمام شائع ہوتے رہے ہیں۔

''الأزہر'' یونیورسٹی قاہرہ سے حضرت قائد اہلسنت کے روابط بہت اچھے رہے ہیں، آپ بارہا اس قدیم ترین اسلامی یونیورسٹی کے مہمان خصوصی کی حیثیت سے وہاں تشریف لے گئے، گزشتہ ماہ رمضان میں آپ ہی کے توسط سے دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی اور الازہر یونیورسٹی کے مابین اسناد کے معادلہ کا مسئلہ حل ہونے کی توقع تھی، مگر کسی وجہ سے یہ امر ملتوی کر دیا گیا، اب جبکہ:

حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد
روئے گل سیر نہ دیدم کہ بہار آخر شد

آپ ہم سے بچھڑ گئے ہیں، ہم سب کو صاحبزادہ حضرت انس نورانی صاحب قبلہ اور ان کے رفقاء کار سے امید واثق ہے کہ اس کام کو پایہ تکمیل تک پہونچائیں گے۔

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی ضلع بستی یوپی انڈیا کے طلبہ پر آپ کا ابر کرم خوب

جھوم کر برستا تھا، اور آپ انھیں خوب نوازتے تھے، مجھے خوب اچھی طرح یاد ہے کہ جب بھی آپ بغداد شریف حاضر ہوئے ہم طلبہ کو آپ اپنی قیام گاہ پر مدعو کرتے، اور مختلف موضوعات پر ایک شفیق باپ کی مانند ہم طلبہ سے انتہائی سنجیدہ اور دل آویز گفتگو فرماتے، جب کسی سیاسی 'حریف' یا مسلکا 'منحرف' شخص کا ذکر وارد حال ہوجاتا تب بھی اس کا تذکرہ بہت شستہ انداز میں فرماتے، جس سے اس کی ''غیبت'' یا ''ہتک عزت'' کا پہلو قطعا نمایاں نہیں ہوتا، آخری بار جب آپ سے میری گفتگو ہوئی تھی تو آپ نے یہی فرمایا تھا: ''مولانا آپ لوگوں کو ہندوستان میں ہی کام کرنا ہے، اس ملک کو آپ جیسے لوگوں کی ضرورت ہے''۔

حضرت قائد اہلسنت سے ایک دلچسپ ملاقات : اپریل ۱۹۹۲ء میں قائد اہلسنت آخری بار جب ہندوستان تشریف لائے تھے، ان دنوں میں دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ میں زیر تعلیم تھا، حضرت مولانا معین الحق صاحب قبلہ علیمی اور شیخ القرآن علامہ عبداللہ خان صاحب قبلہ عزیزی سابق صدرالمدرسین دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی کے ذریعہ ہم سنی طلبہ کو یہ اطلاع پیشتر ہی مل گئی تھی کہ ممبئی سے اموسی ایرپورٹ (لکھنؤ) پر دن کے دس بجے حضرت قائد اہلسنت بذریعہ طیارہ تشریف لائیں گے، اور وہاں سے بذریعہ ٹرین بستی اسٹیشن پہونچیں گے، پھر جمداشاہی گاؤں میں واقع دارالعلوم علیمیہ کے سالانہ جلسہ میں آپ شرکت فرمائیں گے، اور فارغین علیمیہ کو دستار فضیلت سے سرفراز فرمائیں گے۔ ہم طلبہ کی جماعت جس میں مولانا تاج محمد بغدادی، مولانا مقبول احمد مصباحی اور مولانا حسین خاں (قطر) کے علاوہ اور کئی لوگ شامل تھے، حضرت قائد

اہلسنت کی زیارت کو چل پڑے، راستہ میں طرح طرح کی امنگیں دلوں میں جنم لے رہی تھیں، کبھی یہ خیال آتا کہ حضرت کی زبان عربی ہے، اور ہم طلبہ ندوہ میں پڑھتے ہیں تو کیوں نہ حضور والا سے عربی زبان میں ہی بات کی جائے، یقیناً آپ بہت خوش ہوں گے ،کبھی یہ آرزو انگڑائیاں لیتیں کہ حضرت قائد اہلسنت ایک عالمگیر شخصیت کے حامل ہیں، کیوں نہ آپ سے ایک تفصیلی انٹرویو لے لیا جائے، جس کی روشنی میں طلبۂ علوم اسلامیہ اپنے مستقبل کا لائحہ مرتب کرسکیں، اور آپ ہی کی طرح ہر چہار جانب علم و تبلیغ کی شمع روشن کرتے پھریں،

کبھی یہ سوچتا کہ ابھی چند دنوں پہلے جب پروفیسر حبیب الحق ندوی (ساؤتھ افریقہ) نے ندوہ کے الاصلاح ہال میں اپنا لکچر دیا تو اس نے حضرت قائد اہلسنت (رحمۃ اللہ علیہ) کی جانب عجیب وغریب غیر معقول قول منسوب کیا تھا، اور کہا تھا: ایک بار نورانی میاں (طلبہ سے مخاطب ہوکر، آپ لوگ تو جانتے ہی ہوں گے کہ نورانی میاں کون ہیں؟) سب طلبہ نے کہا جی ہاں) جب ساؤتھ افریقہ آئے تو انھوں نے کہہ دیا کہ کدو کھانا حرام ہے، اب بھلا بتایئے کہ یہ جہالت کی ہی تو بات ہے، یقیناً وہ نہیں جانتے کہ کدو کھانا سنت ہے ،اس پر تمسخر آ وہ مسکرایا جب کہ طلبہ نے کھل کھلا کر اس کا ساتھ دیا، اور مجلس قہقہہ زار بن گئی، اس پروگرام کو سننے کے لئے میں اور مولانا تاج محمد بغدادی بھی حاضر ہوئے تھے، اپنے پیشوا کے بارے میں اس قسم کی غیر سنجیدہ بات سن کر ہمارا چہرہ فق پڑ گیا، جس کا احساس ہمارے چند قریبی ساتھیوں نے بھی کیا جو ہمارے راز سے واقف تھے، اس لئے وہ ہمیں معنی خیز نگاہوں سے دیکھتے اور ہم سر جھکانے پر مجبور ہو جاتے، اس وقت ہم پر ایک ہیجانی

کیفیت طاری تھی، دل خون کے آنسو رو رہا تھا،، کہ کاش ہماری جماعت کے سورماؤں نے عربی تعلیم کے لئے اپنی جماعت کو ندوہ جیسا کوئی سنی ادارہ دیا ہوتا، تو ہم پھر یہاں کی خاک چھاننے کیوں آتے؟ اور اس قسم کا ذلت آمیز سلوک کیوں برداشت کرتے؟.... جلسے، جلوس، عرس وچہلم اور تقاریر پر بے دریغ پانی کی طرح روپئے بہانے والے یہ سنی قائدین کاش ہوش کے ناخن لیتے اور اپنے طلبہ کے لئے ایسا ہی ایک معیاری ادارہ قائم کر دیتے.....

بہر کیف میں نے یہی ٹھان لیا کہ حضرت قائد اہلسنت سے اسی موضوع پر گفتگو کروں گا، جب میں نے اس کا تذکرہ مولانا تاج محمد بغدادی سے کیا تو انھوں نے بھی اس کی تائید کی، انھیں ادھیڑبن میں گم ہم اموی ایرپورٹ پہونچے، تو معلوم ہوا کہ تھوڑی ہی دیر پہلے آپ کا قافلہ ریلوے اسٹیشن کے لئے روانہ ہو گیا ہے، اسٹیشن پر سب سے پہلے ہماری ملاقات حضرت مولانا معین الحق صاحب علیمی اور آپ کے رفقاء سے ہوئی، پھر آپ نے قائد اہلسنت سے ہم سب کا تعارف کرایا، حضرت قائد اہلسنت نے باری باری ہم سبھوں کو اپنے سینہ سے چمٹایا، اور خوب دعائیں دیں، یوں تو آپ ہی کے دست اقدس سے ۱۹۸۹ء میں میری دستار بندی بھی ہوئی تھی تاہم آج بہت قریب سے آپ کے جمال جہاں آراء کے دیدار کا موقعہ نصیب آیا تھا، میں آپ سے مل کر آج یقیناً بے حد مسرور تھا، اسی دن میں نے اپنی ظاہر بیں نگاہوں سے علامہ اقبال کے تصورات کا بے مثالی ''امیر کارواں'' دیکھا تھا، اور حرف بہ حرف تمام علامات آپ کی ذات میں موجود پایا تھا۔

نگہ بلند، سخن دل نواز، جاں پرسوز
یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے

حضرت قائد اہل سنت دوران گفتگو سبحان اللہ اور ماشاء اللہ جیسے جملوں کا بکثرت استعمال فرماتے، اور ہم طلبہ کو خوب دعائیں دیتے، مولانا تاج محمد بغدادی کا ذوق ادب کبھی کبھی بیدار ہوتا، اور آپ جب عربی بولتے تو حضرت قائد اہل سنت تبسم فرماتے اور عربی میں ہی جوابات سے نوازتے، اور خوب خوش ہوتے۔

باتوں بات میں جب میں نے پروفیسر حبیب الحق کے واقعہ کا ذکر کیا تو حضرت قائد اہلسنت نے مسکراتے ہوئے فرمایا: اچھا، وہ یہاں تک پہونچ گئے ہیں، وہ ساؤتھ افریقہ میں بھی میرے خلاف کچھ اسی قسم کے بے بال و پر کی اڑاتے رہے ہیں، در اصل ورلڈ اسلامک مشن (ساؤتھ افریقہ) کے پلیٹ فارم سے انھیں زبردست نقصان اٹھانا پڑا ہے، اور دیوبندی مکتب فکر کے قد آور سورما گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو گئے ہیں، نتیجۃً ڈاکٹر حبیب الحق بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہے ہیں، غالبًا یہی وجوہات ہیں کہ وہ اپنوں کو زخم دل دکھلا رہے ہیں، بھلا بتلایئے ہم سنی علماء جن کا مشن ہی احیاء سنت ہے کیوں کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ کدو کھانا حرام ہے:

ناحق ہم مجبوروں پر تہمت ہے مختاری کی
جو چاہا سو آپ کیا ہم تو بس بدنام ہوئے

حضرت قائد اہلسنت کی نگاہ ولایت : والد گرامی حضرت مبلغ اسلام علامہ شاہ محمد عبد العلیم صدیقی میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ کی صالح تربیت اور شاندار قائدانہ

ذہن سازی ہی کا نتیجہ رہا کہ آپ کی ذات مجمع کمالات علمیہ اور گنجینۂ معرفت بن گئی، اس پرفتن اور پرفریب سیاسی اور دنیاداری کے ماحول میں بھی آپ تقوی اور پاکیزگی نفس میں درنایاب تھے، سیاسی قیادت کے ساتھ ساتھ زبردست روحانی طاقت کے بھی مالک تھے، اور ''المؤمن ینظر بنور الله '' کی شاندار تصویر بھی، آپ کے نورانی چہرہ پر جس کی نظر پڑ جاتی وہ یہی محسوس کرتا کہ کسی اللہ والے کی زیارت نصیب ہورہی ہے ؎

خدا کی قسم وہ خدا کے ولی ہیں
جنھیں دیکھ لو تو خدا یاد آئے

ایک شام جب بغداد شریف میں آستانۂ غوث اعظم رضی اللہ عنہ پر حاضری ہوئی تو دیکھا کہ حضرت قائد اہلسنت اپنے چند رفقاء کے ساتھ تشریف فرما ہیں، حکومت کے اعلی عہدیداران بھی آپ کی خدمت میں دست بستہ کھڑے نظر آئے، میں قریب ہوا، اور سلام ودست بوسی کر کے ایک جانب کھڑا ہو گیا، تھوڑی دیر بعد میرے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ اس مبارک آستانہ پر اسی اللہ والے کے دست اقدس پر بیعت کرلوں؟ اگر حضرت نے آج مجھے اپنی غلامی میں قبول فرمالیا تو میری سعادتوں کی معراج ہو جائے گی، انھیں خیالات میں گم سوچ رہا تھا کہ حضرت قائد اہلسنت سے کیسے گوش گزار کروں؟ اچانک آپ میری جانب متوجہ ہوئے، اور مسکراتے ہوئے میری خیریت دریافت فرمایا، میں نے کہا: الحمد للہ! حضور کی دعاؤں کے طفیل میں بخیر ہوں، آپ نے فرمایا: ماشاء اللہ، میں نے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے فوراً اپنا مدعا بیان کردیا، آپ نے قدرے توقف کیا ،اور پھر کہا، انشاء اللہ، وقت آنے دیجیے، اس جواب سے ہمیں یک گونہ امید بندھ گئی، اور میں تصورات کی دنیا میں کھو گیا، تقریباً ایک ہفتہ بعد میں نے حضرت قائد اہلسنت سے پھر

عرض کیا، آپ نے اس بار بھی وہی جواب دیا اور کہا: ان شاء اللہ وقت آنے دیجئے" میں ایک نیاز مند شاگرد کی طرح سر جھکائے سوچتا رہا کہ یا اللہ وہ مبارک ساعت کب آئے گی، امید و بیم کے تلاطم میں دل کی کشتی غوطہ زن رہی، اسی دوران یہ اطلاع ملی کہ حضرت قائد اہلسنت آج ہی روانہ ہونے والے ہیں اور تمام طلبہ کو آپ نے مدعو کیا ہے، تھوڑی دیر کے بعد ہم لوگ آپ کے دربار میں حاضر ہوئے، آپ نے تمام طلبہ کو بہت مفید نصیحتوں سے نوازا اور تمام طلبہ کو ہدیے اور تحفہ جات کے ساتھ رخصت کر دیا، مگر میرے مرید کرنے کے تعلق سے حضرت قائد اہلسنت نے کچھ تذکرہ نہیں فرمایا، میں بھی خاموش و نامراد لوٹ گیا، دل زخمی، مایوسی کا سوز، بے حد رنجیدہ دربار غوث پر حاضر ہوا اور اپنی ہدایت کے لئے اللہ تعالیٰ سے خوب دعائیں مانگیں۔

دو سال بعد منظمۃ المؤتمر الاسلامی کی دعوت پر حضرت قائد اہلسنت (علیہ الرحمہ) کانفرنس میں شرکت کی غرض سے پھر تشریف لائے، کانفرنس ہال اور یونیورسٹی کے احاطہ میں آپ کی زیارت سے بہرہ ور ہوا، مگر اس بار ایک شام دربار غوث اعظم میں آپ کے جمال جہاں آراء پر جب میری نظر پڑی تو برسوں کی دلی آرزو پھر انگڑائیاں لینے لگیں، میرے پورے وجود نے ایک عجیب کسک محسوس کی، اور میں نے فیصلہ کر لیا کہ آج بھی میں اپنا ارمان دل حضرت کی قدموں پر نچھاور کر دوں گا، گر قبول افتد زہے عز و شرف... اسی ادھیڑ بن میں جالی شریف کے مغربی حصہ میں (جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ وہ حضور غوث اعظم کی جائے نماز ہے اور جس میں بمشکل دو آدمی کے بیٹھنے کی گنجائش ہے) میں بیٹھ کر بعض اذکار کا ورد کرنے لگا، جب تھوڑا عرصہ گزر گیا، تو اچانک میں نے

دیکھا کہ حضرت قائد اہلسنت تشریف لائے، اور قبل اس کے کہ عرض و معروض کا مجھے موقعہ ملتا، آپ نے اپنا دست اقدس میری جانب بڑھایا اور فرمایا، پڑھئے...... پھر آپ نے بہت سارے وظائف پڑھوائے، اور اس مبارک دربار میں ہمیں اپنے دست حق پرست پر شرف بیعت سے نوازا، اس بابرکت گھڑی میں میرے مخلص دوست مولانا تاج محمد بغدادی بھی شریک ہوگئے، پھر مجھے یہی خیال آیا:

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کو ارادت ہو تو دیکھ ان کو
ید بیضاء لئے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

علامہ نورانی علیہ الرحمہ عظمت مصطفی کے پاسبان

محبّ احمد علیمی: استاذ دارالعلوم علیمیہ

قائد اہلسنت علامہ شاہ احمد نورانی جیسی ہمہ جہت اور عبقری شخصیت صدیوں میں کہیں ایک پیدا ہوتی ہے، آپ جمعیۃ علماء پاکستان کے صدر، متحدہ مجلس عمل کے سربراہ، پاکستان کے ایوان بالا کے رکن ہونے کے ساتھ ساتھ ورلڈ اسلامک مشن کے سرپرست وسربراہ اور دنیا کے طول وعرض میں پھیلے ہوئے سیکڑوں مدارس ومعاہد کے سرپرست وبانی بھی تھے۔

آپ کی رحلت سے اگر پاکستانی سیاست میں زبردست خلاء پیدا ہوا ہے تو دوسری طرف پوری دنیا کے مسلمان اسلام کی صحیح اور عالمی پیمانے پر نمائندگی کرنے والے عظیم دینی اور روحانی قائد سے ہمیشہ کے لئے محروم ہو گئے۔

آپ اپنے والد گرامی حضرت علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی میرٹھی ثم مدنی رحمۃ اللہ علیہ (ولادت ۱۳۱۰ھ، وفات ۱۳۷۴ھ) کے حقیقی اور سچے جانشین تھے، والد گرامی کے مشن (تبلیغ اسلام) کو عام وتام کرنے میں شبانہ روز مصروف کار رہتے، آپ نے سیاست میں رہ کر بھی جس طرح عالمانہ شان وشوکت اور حق گوئی وبیباکی کا مظاہرہ کیا اس کی مثال مشکل سے ہی مل پائے گی، آپ کے سینے میں اسلام کا کتنا درد تھا، دل عشق مصطفیٰ سے کس قدر سرشار تھا، عظمت مصطفیٰ کی پاسبانی وپاسداری کے لئے کیا کچھ کر گزرنے کا عزم وحوصلہ رکھتے تھے اس کا اندازہ آپ کی زندگی کے حالات کو سامنے رکھ کر بخوبی لگایا جا سکتا ہے، ذیل کی سطور میں عظمت مصطفیٰ علیہ ﷺ کے تحفظ وبقا کے تعلق سے

آپ کی خدمات وسرگرمیوں اور جانفشانیوں کا ایک سرسری جائزہ ہدیۂ ناظرین ہے۔

فتنۂ قادیانیت اور قائد ملت : عقیدہ ختم نبوت ایک بنیادی، قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے، جس کا ثبوت قرآن کریم اور احادیث مبارکہ سے ملتا ہے، لیکن اس کے باوجود بہت سارے جھوٹے مدعیان نبوت نے زمانہ رسالت سے عصر حاضر تک نبوت کا دعویٰ کیا، انھیں میں سے مرزا غلام احمد قادیانی بھی ہے، جو ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں پنجاب کے مقام قادیان ضلع گورداسپور میں پیدا ہوا، اور انگریزوں کی سازش کا شکار ہو کر ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کر کے مقام مصطفیٰ کو مجروح کیا، اور محمد رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہونے پر انگلی اٹھائی۔ (قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت، ص:۳۴)

انگریزوں نے جب اس نام نہاد مدعی نبوت کی صورت میں اسلام پر زبردست حملہ کیا اور مسلمانوں کے دلوں سے روح ایمان یعنی محبت رسول نکالنے کی ناپاک سعی کی تو امام احمد رضا فاضل بریلوی سمیت جہاں بہت سارے علماء ومشائخ نے ان کے خلاف جہاد بالقلم والسیف کیا انھیں میں ایک نمایاں نام قائد ملت حضرت علامہ شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ کا بھی ہے، جنھوں نے فتنہ قادیانیت کے سدباب کے لئے نہ یہ کہ صرف تحریر وتقریر پر اکتفا کیا بلکہ مبلغ اسلام علامہ عبدالعلیم میرٹھی کا سچا وارث اور سچی محبت رسول کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی جرأت و بے باکی اور دانشمندی کو بروئے کار لاکر پاکستان کی پارلیمنٹ میں بلاکر ان قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دلاکر ہی دم لیا، ذیل کے اقتباسات سے عظمت و مقام مصطفیٰ کی حفاظت اور فتنۂ قادیانیت کی سرکوبی میں علامہ نورانی علیہ الرحمہ کی ناقابل بیان خدمات کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے، مولانا صدیق ہزاروی

لکھتے ہیں:

''تحریک ختم نبوت (۱۹۵۳ء) میں کراچی میں مولانا عبد الحامد بدایونی (م ۱۵/ جمادی الاولی ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء) اور دیگر علماء کے ساتھ تحریک میں شریک ہوئے، آرام باغ میں جمعہ کے دن تحریک کا آغاز ہوا تو علامہ نورانی پیش پیش تھے، گرفتاری کے لئے رضا کاروں کی تیاری کے علاوہ دیگر ضروری انتظامات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

کراچی میں آل پاکستان مسلم پارٹیز کے پہلے اجلاس کے بعد آئندہ اجلاس کے انتظامات کے لئے گیارہ ممبروں پر مشتمل جو بورڈ بنایا گیا، آپ اس کے ممبر تھے۔

۱۹۶۹ء میں پاکستان آنے کے بعد آپ نے سب سے پہلا بیان قادیانیوں ہی کے بارے میں جاری کیا تھا، آپ نے یحییٰ خان (اس وقت کا صدر) کو مخاطب کرتے ہوئے صاف کہا تھا کہ تمہارا قادیانی مشیر ایم ایم احمدی پاکستان کی معیشت کو تباہ کر رہا ہے جس کے نتیجے میں مشرقی پاکستان ہمارے ہاتھ سے نکل سکتا ہے۔

تحریک ختم نبوت (۱۹۷۴ء) میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی خاطر قومی اسمبلی میں حزب اختلاف کی طرف سے جو قرارداد ۳۰/ جون ۱۹۷۷ء کو پیش کی گئی، اس کا سہرا بھی علامہ شاہ احمد نورانی کے سر ہے، اس قرارداد پر حزب اختلاف کے بائیس افراد (جن کی تعداد بعد میں ۳۷ ہوگئی) نے دستخط کئے، البتہ مولوی غلام غوث ہزاروی اور مولوی عبد الحکیم نے اس قرارداد پر دستخط نہیں کئے، اس تحریک میں آپ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی اور رہبر کمیٹی کا ممبر بھی منتخب کیا گیا، اور آپ نے پوری ذمہ داری کے ساتھ دونوں کمیٹیوں کے اجلاس میں شرکت کی۔

آپ نے قادیانیت سے متعلقہ ہر قسم کا لٹریچر اسمبلی کے ممبروں میں تقسیم کرنے علاوہ ممبروں ذاتی رابطہ بھی قائم کیا، اور ختم نبوت کے مسئلہ سے انھیں آگاہ کیا، اس تحریک میں تین ماہ کے دوران آپ نے صرف پنجاب کے علاقے میں تقریبا چالیس ہزار میل کا دورہ کیا، ڈیڑھ سو شہروں، قصبوں اور دیہاتوں میں عام جلسوں سے خطاب کرنے کے علاوہ سیکڑوں کتابوں کا مطالعہ کیا۔(تعارف علماء اہلسنت ص: ۳۸،۳۹)

بیرون ممالک میں فتنۂ قادیانیت کا مقابلہ : علامہ نورانی علیہ الرحمہ نے صرف اندرون پاکستان ہی مرزائیوں کا ناطقہ نبد نہیں کیا، بلکہ تحفظ اسلام اور تحفظ مقام مصطفیٰ کی خاطر بیرون ممالک کے تبلیغی دورے فرما کر جو زبردست خدمات انجام دی ہیں یقیناً وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، مولانا صدیق ہزاروی لکھتے ہیں:

سرینام (جنوبی امریکہ) مرزائیوں کا مرکز ہے، جہاں سب سے پہلے تبلیغ دین کے لئے حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لے گئے، جنھوں نے ایک بڑی تعداد کو مرزائیت کے فریب سے نجات دلائی، اور اہلسنت و جماعت کا مرکز قائم کیا، مرحوم کے بعد علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی نے ۱۹۶۵ء میں سرینام میں سات مہینہ قیام کر کے فتنۂ قادیانیت کو کچلا، اور ایک مناظرے میں مرزائیوں ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلے میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے، اور مولانا نورانی کے نام سے تو مرزائی مبلغ گھبراتے ہیں"۔

علامہ نورانی نے عالمی پیمانے پر اسلام کی تبلیغ اور اسلام مخالف طاقتوں کا مقابلہ

کرنے کے لئے جو سعی بلیغ فرمائی ہے، وہ انھیں کا حصہ ہے، چنانچہ قادیانیت، وہابیت اور عیسائیت جیسے باطل فرقوں سے مقابلہ کی خاطر ''ورلڈ اسلامک مشن'' جیسے عالمی تبلیغی ادارے کی بناء ڈالی، جو آپ کی بالغ نظری اور دانشمندی کا واضح ثبوت ہونے کے ساتھ دل میں قوم وملت کا سچا درد رکھنے پر بھی ضامن ہے، علامہ فروغ احمد اعظمی ''ورلڈ اسلامک مشن'' کا تعارف اور اس کے مقاصد بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''چنانچہ اس مقصد کے لئے ۲۱ر جنوری ۱۹۷۳ء کو دنیا کے مختلف گوشوں کے علمائے کرام مکہ مکرمہ میں جمع ہوئے، اس اجتماع میں ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے نام سے علامہ نورانی کی تحریک پر ایک عالمی تبلیغی تنظیم کا قیام عمل میں آیا۔

پھر ۱۹۷۴ء میں انگلینڈ کی ایک کانفرنس میں آپ کو مشن کا صدر اور علامہ ارشد القادری کو سکریٹری جنرل منتخب کیا گیا، اور یہیں سے مشن کے پلیٹ فارم سے منظم طریقے سے عالمی تبلیغی کام شروع ہوا، اس کا مرکز بریڈفورڈ لندن ہے، اس کے تحت پوری دنیا کے بیشتر ملکوں میں شاخوں کے ذریعہ تبلیغی کام ہو رہا ہے۔

مشن کے مقاصد میں قادیانیت کے بڑھتے ہوئے اثرات کو بھی ختم کرنا ہے،

۱۹۷۵ء میں ''ورلڈ اسلامک مشن'' کے زیر اہتمام علامہ ارشد القادری، مجاہد ملت عبدالستار خاں نیازی اور شاہ فرید الحق کی رفاقت میں علامہ نورانی نے امریکہ اور افریقہ کے مختلف مقامات کا تفصیلی دورہ کیا، اس دورہ میں پبلک اجتماعات کے علاوہ ریڈیو اور ٹی وی سے ان ممالک کے عوام کو قادیانیوں کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا، نیز قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کے بارے میں پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلہ آگاہ کیا، جس کا ان ممالک

میں خاطر خواہ نتیجہ برآمد ہوا۔

۲۰؍دسمبر ۱۹۷۵ء کو ورلڈ اسلامک مشن کی دعوت پر جمعیۃ علماء پاکستان کا وفد علامہ نورانی کی قیادت میں عالمی دورہ پر روانہ ہوا، اس وفد نے قادیانیوں کے بے شمار مراکز بند کرائے۔ (قادیانیت اور تحریک تحفظ ختم نبوت ص:۷۹،۸۰)

تحریک نظام مصطفیٰ اور علامہ نورانی : علامہ نورانی عظمت مصطفیٰ کے سچے پاسبان تھے، محبت رسول سے انھیں وافر حصہ ملا تھا، محبت رسول میں اس وارفتہ متوالے کی زندگی کا مقصد ہی عظمت و مقام مصطفیٰ کی حفاظت و صیانت تھا، اور اس کے لئے اس عاشق صادق نے ہر آنے والی پریشانی، مصائب و مشکلات کو خندہ پیشانی سے برداشت کیا، یہ آپ کا جذبۂ عشق رسول ہی تھا کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں نظام مصطفیٰ نافذ کرنے کی ہر ممکن جدو جہد فرماتے رہے، اور اس کے پس منظر میں آپ کو جیل کی سلاخوں کے پیچھے بھی رہنا پڑا، مگر ناموس رسالت سے سودا نہ کیا، آنے والی سطور میں مولانا صدیق ہزاروی نے تحریک نظام مصطفیٰ کے تعلق سے آپ کی کوششوں اور جانفشانیوں کا نقشہ کس طرح کھینچا ہے، انھیں کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

۷؍مارچ ۱۹۷۷ء کے انتخابات میں دھاندلی کے ذریعہ ارض پاکستان میں اسلامی نظام کے نفاذ کو روکنے کی جو ناکام سعی کی گئی تھی، اس کے خلاف ۱۴؍مارچ کو ملک کے مسلمان سراپا احتجاج بن کر میدان میں نکل آئے۔

علامہ شاہ احمد نورانی کو ڈی، پی، آر، کے تحت پہلے صوبہ سندھ سے گرفتار کیا گیا، پھر قومی اتحاد کی طرف سے حکومت کے خط کا جواب تیار کرنے کی غرض سے تمام لیڈروں

کو رہا کیا گیا، تو آپ بھی رہا ہوئے، ۲۳/ مارچ کو یوم پاکستان کے موقع پر آپ کا جامع مسجد نیلا گنبد میں ایک ایمان افروز تقریر کرنے کے بعد جلوس کی قیادت کرنی تھی، کہ دروازے سے نکلتے ہی حراست میں لے لیا گیا، چند گھنٹوں بعد چھوڑا گیا، اور دوسرے دن دوبارہ ڈی، پی آر کے تحت گرفتار کرلیا گیا، آپ کو گڑھ خیرو (سندھ) میں جو گرم ترین علاقہ ہے، بجلی اور پنکھے کی سہولت کے بغیر رکھا گیا، بلکہ پانی کی بنیادی سہولت تک سے محروم کیا گیا، لیکن اس کے باوجود آپ نے واضح اعلان فرمایا کہ نظام مصطفٰی کی خاطر ہم ان تکالیف کو بخوشی قبول کرتے ہیں.

عرب ممالک کی کوششوں سے جب حکومت اور حزب اختلاف کے درمیان مذاکرات شروع ہوئے، تو آپ کو بھی رہا کردیا گیا، اور پھر ۵/ جولائی ۱۹۷۷ء کو ملک میں مارشل لاء کے نفاذ پر آپ کو قومی اتحاد کے دوسرے رہنماؤں کے ساتھ زیر حفاظت رکھا گیا

اس تحریک میں آپ کی قیادت میں اہل سنت و جماعت کے ہر فرد نے خواہ شہری تھا یا دیہات کا رہائش پذیر بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور نظام مصطفٰی کی خاطر اپنے آپکو زنداں کے حوالے کرنے سے گریز نہیں کیا.

جمعیۃ علماء پاکستان کے قائد علامہ شاہ احمد نورانی نے بارہا اپنی تقاریر میں فرمایا کہ ہمارا منشور لمبا چوڑا منشور نہیں ہے، بلکہ ہمارے منشور میں صرف دو باتیں ہیں، (۱) مقام مصطفٰی کا تحفظ، اور (۲) نظام مصطفٰی کا نفاذ. (تعارف علماء اہلسنت)

قائد اہلسنت ارباب علم و دانش کی نظر میں

کمال احمد: متعلم جماعت خامسہ دارالعلوم علیمیہ

قائد اہلسنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی علیہ الرحمہ کی مبارک ذات اور آپ کی سیاسی و دینی خدمات کے تعلق سے بہت سارے ارباب علم و دانش اور اصحاب فضل و کمال نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے اور آپ کی خدمت میں جہاں اپنوں نے ارمغان خلوص و عقیدت پیش کیا ہے وہیں بیگانے بھی آپ کے مداح نظر آتے ہیں۔

اور یہ حقیقت بھی ہے کہ قائد اہلسنت جہاں میدان سیاست و قیادت کے ایک عظیم شہسوار تھے وہیں ایک ایسے سچے مبلغ بھی تھے جن کی تعریف و توصیف جتنی بھی کی جائے کم ہے۔

راقم السطور نے چند اصحاب علم و حکمت کے اقوال و تاثرات ہدیۂ ناظرین کر دیئے ہیں ذیل کی سطروں سی یہ بات انشاء اللہ تعالی بخوبی واضح ہو جائے گی کہ قائد اہلسنت علیہ الرحمہ نے جو اہم اور لائق صد تحسین خدمات انجام دی ہیں اس پر ہر ایک آپ کی بارگاہ میں عقیدتوں کے پھول پیش کر رہا ہے۔

قائد اہلسنت مفکر ملت علامہ قاری ظہیر احمد صاحب بمبئی مہاراشٹر

اور آپ (قائد اہلسنت) کی شخصیت کوئی مقامی شخصیت نہیں تھی آپ آبروئے سنیت تھے، سنیت آپ پر فخر کرتی ہے، اس دور میں اتنی عبقری شخصیت میری نظر میں نہیں ہے، آپ کی رحلت سے میں ملت میں بڑی حد تک خلا محسوس کر رہا ہوں کیونکہ آپ ملت کا درد رکھتے تھے اس لئے کہ جو پابند شرع ہوتے ہیں وہی حضرات ملت کا درد رکھتے

ہیں اور آپ کے اندر پابندئ شرع کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس لئے آپ کے سینے میں امت مسلمہ کی ہمدردی سے لبریز ایک دل بھی موجود تھا حقیقت یہ ہے کہ سیاسی بصیرت کے میرے معلم اول، قائد اہلسنت شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ ہی ہیں اگر دنیا مبالغہ پر محمول نہ کرے تو میں کہونگا کہ وہ صاحب کرامت بزرگ تھے حضرت کی باوقار شخصیت سیاسی، معاشی، ایمانی، عرفانی، اور وسعت ظرفی میں آئیڈیل تھی میری خواہش تو یہ تھی کہ میں پاکستان جاتا اور آپ سے کچھ اور سیکھتا مگر افسوس کہ میری یہ خواہش پوری نہ ہوسکی اور حضرت ہمیں داغ مفارقت دے گئے،،

شیخ القرآن حضرت علامہ عبد اللہ صاحب الجامعۃ الاسلامیہ روناہی

یہ حقیقت ہے کہ حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالی علیہ ایک جامع الصفات بزرگ تھے، جنوب مشرقی ایشیاء میں وہ واحد سنی عالم دین تھے جو نہ صرف حافظ و قاری تھے اور اسلامی علوم پر حاوی تھے بلکہ اپنی عالمانہ شان کے ساتھ عصر حاضر کی سیاست پر گہری نظر رکھتے تھے، اب ہم نورانی کے نورانی چہرہ کو نہیں دیکھ سکتے لیکن ان کا اخلاص ان کی دیانت، دین اسلام پر ان کے فدا ہونے کا جذبہ، امت مسلمہ کے لئے ان کا سوز و گداز، ان کی صداقت و راستی، ان کے متعلق ان سب عنوانوں پر مستقبل کا مورخ اپنی فکر کا مظاہرہ کرے گا۔ آپ سیاست کی پر خار وادیوں سے طہارت نفس کے ساتھ بغیر کسی الجھاؤ کے صاف گذر جاتے تھے،،

حضرت مولانا معین الحق صاحب صدر دار العلوم علیمیہ جمداشاہی

قائد اہلسنت درازئ عمر کے باوجود اپنے عزم و حوصلہ کے اتنے بلند و بالا ہیں کہ

اپنی صحت سے بے فکر ہو کر ملکی سرگرمیوں اور دینی امور سرانجام دینے میں مستعد رہتے ہیں،

حضرت مولانا محمد احمد مصباحی

صدر المدرسین الجامعۃ الاشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

ان (قائداہلسنت) کی دینی وملی خدمات کا دائرہ اتنا وسیع ہے کہ اس کا احاطہ کرنا خود ہی ایک عظیم کام ہوگا انہوں نے امریکہ، روس، جرمنی، برطانیہ، یوگانڈا، مالاگاسی وغیرہ جیسے ممالک میں تبلیغ خدمات انجام دیں۔ان کی تبلیغ سے سیکڑوں غیر مسلموں نے دولت اسلام سے اپنا دامن بھرا۔جس میں پادری، راہب، وکلاء اور انجیز، وغیرہ بھی شامل ہیں۔ انہوں نے فتنہ قادیانیت کا جم کر مقابلہ کیا مولانا نورانی ایک حق گو مجاہد تھے جن کی رحلت عالم اسلام کے لئے ایک عظیم سانحہ ہے،،

(روزنامہ راشٹریہ سہارا ۱۶/دسمبر ۲۰۰۳ء)

حضرت مولانا عبدالحکیم صاحب شرف قادری .... پاکستان

حضرت مولانا شاہ عبدالعلیم صدیقی قدس سرہ کے وصال کے بعد آپ کے محبوب خلیفہ اور داماد حضرت مولانا حافظ ڈاکٹر محمد فضل الرحمان انصاری قادری رحمہ اللہ تعالی بین الاقوامی تبلیغی جماعت ورلڈ فیڈ ریشن آف اسلامک مشنز کے بانی وصدر اور فرزند ارجمند حضرت مولانا علامہ شاہ احمد نورانی مدظلہ العالی (صدر جمیعت علمائے پاکستان) نے نہ صرف حضرت علامہ صدیقی قدس سرہ کے مشن کو جاری رکھا بلکہ اسے آگے بڑھایا حضرت علامہ شاہ احمد

نورانی وہ حق گو بے باک اور مرد مجاہد ہیں جنکی جرات ایمانی کو موافق ومخالف نے تسلیم کیا ہے ان دنوں پاکستان میں نظام مصطفی ﷺ کے نفاذ کے لئے تمام تر مساعی کو وقف کئے ہوئے ہیں اللہ رب العزت انہیں کامیاب فرمائے ،،(تذکرہ اکابر اہلسنت پاکستان)

مفکر ملت حضرت علامہ فروغ احمد اعظمی صاحب پرنسپل دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی

''آپ تبلیغ اسلام، اسلام کے خلاف حملوں کا جواب اور مسلمانوں کی سیاسی بالا دستی کے لئے ہمیشہ مصروف رہتے ہیں ، قادیانیت کو بیخ وبن سے اکھاڑنے کا سہرا آپ کے سر جاتا ہے۔سیاست ،ردقادیانیت اور تبلیغ (آپکا) اوڑھنا بچھونا ہے۔اندرون پاکستان اور پوری دنیا میں قادیانیت کا آغاز کار ہی سے مقابلہ کررہے ہیں، ہزاروں غیر ملکی دورے کر چکے ہیں.

۱۹۶۵ء میں سری نام میں سات ماہ قیام کر کے فتنۂ مرزائیت کو کچلا ، اور ایک مناظرہ میں مرزائیوں کو ایسی شکست فاش دی کہ اب مرزائی کسی سنی عالم کے مقابلہ میں آنے کے لئے تیار نہیں ہوتے.

۱۹۵۴ء میں آپ کے انتقال کے بعد آپ کے صاحبزادے علامہ شاہ احمد نورانی نے تبلیغی خدمات انجام دی، اور صحیح جانشینی کی''

قائد اہلسنت کی والدہ محترمہ پاکستان

''مجھے اپنے بیٹے پر فخر ہے کہ اس نے عظیم باپ مولانا عبدالعلیم صدیقی علیہ الرحمہ کی لاج رکھ لی ہے. مجھے یقین ہے کہ جنۃ البقیع مدینہ منورہ میں

میرے شوہر اپنے بیٹے کی اس کامیابی پر نازاں ہوں گے۔ حق وصداقت کی راہ میں نورانی نے جو سختیاں جھیلی ہیں وہ ایک ماں ماتا کے دل کے لئے بظاہر تکلیف دہ ضرور ہے، مگر ان کے پیشرؤوں کو حق کے لئے اس سے بڑی قربانیاں دینی پڑی ہیں. نورانی میاں کا حوصلہ بلند ہے، آج میں خوش ہوں حشر میں حضور اکرم ﷺ کے روبرو شرمندگی نہیں اٹھانی پڑے گی، اور نہ ہی میں اپنے شوہر کے روبرو شرمسار ہوں گی"۔ (تعارف علمائے اہلسنت ص ۴۹)

جناب پرویز مشرف .... صدر پاکستان

"مولانا (شاہ احمد نورانی علیہ الرحمہ) نے اپنی تمام زندگی دینی علوم وتعلیمات کے لئے وقف کر رکھی تھی. مولانا کی وفات سے ملک کے دینی، تعلیمی وسیاسی حلقوں میں جو خلا پیدا ہوا ہے وہ بڑی مشکل سے پر ہو سکے گا"۔

جناب ظفر اللہ خاں جمالی .... وزیر اعظم پاکستان

"ان (قائد اہل سنت) کی شرافت اور معاملہ فہمی کو ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، مولانا نورانی نے اندرون اور بیرون ملک دینی تعلیم اور ملک میں سیاسی مفاہمت کے لئے گراں قدر خدمات انجام دیں"۔

یہ وہ چند تاثرات ہیں جنھیں ملک وبیرون ملک کے علماء ودانشوران نے اعتراف حقیقیت کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے. حقیقت تو یہ ہے کہ حضرت شاہ صاحب کی رحلت سے جو نقصان قوم کو پہونچا ہے اسکی تلافی

اگرنا ممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ پروردگار عالم قائد اہل سنت کو جنۃ الفردوس میں اعلی سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے آمین!

ابر رحمت ان کی مرقد پر گہر باری کرے
حشر تک شان کریمی ناز برداری کرے

قائد اہل سنت علیہ الرحمہ کے سانحۂ ارتحال پر دارالعلوم علیمیہ کا تعزیتی مکتوب

گرامی قدر مخدوم زادگان، وشہزادگان حضور قائدِ اہلِ سنّت علیہ الرحمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مورخہ ۱۱؍دسمبر ۲۰۰۳ء کو بذریعۂ فون دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی میں یہ المناک خبر آئی کہ آپ کے پدرِ بزرگوار، قائدِ اہلسنّت، مبلّغ سنّیت، ماہرِ ہفت لسان حضرت علاّمہ شاہ احمد نورانی صاحب قبلہ اس عالم فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف کوچ کر گئے، اس کربناک اطلاع سے دارالعلوم کا ماحول سوگوار ہوگیا، جمداشاہی اور مضافات کے بہت سے خوش عقیدہ مسلمان حضرت علیہ الرحمہ کے حلقۂ ارادت سے وابستہ ہیں، اس لئے انھیں بھی بہت افسردگی لاحق ہوئی۔

اہالیان جمداشاہی کے زیادہ افسردہ اورکبیدہ خاطر ہونے کی ایک بڑی وجہ وہ مایوسی تھی جوان کے حصہ میں آئی، اور وہ یہ کہ اس سال محرم الحرام ۱۴۲۵ھ میں اپنی جمداشاہی میں تشریف آوری کی منظوری عطا کردی تھی، جس کے لئے تیاری شروع کردی گئی تھی، ہم لوگوں کی بڑی تمنّائیں تھیں کہ ایک مرتبہ پھر حضرت کے نورانی جمال اور شیریں بیان سے بہرہ ور اور فیض یاب ہوسکیں گے، مگر افسوس کہ:

ہم جشن منانے کے لئے چن رہے تھے پھول
پیغام ان کو آگیا جشنِ وصال کا

یہ خبر ہمارے اوپر ایک بجلی بن کر گری اور ہماری
ساری تمنائیں خاک ہوگئیں، قضائے الٰہی کے
سامنے بھلا کس کا بس چلا ہے، دعا ہے کہ خدائے
غافر وقدیر حضور کے درجات بلند فرما کر جنت
الفردوس میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطا فرمائے

اس اندوہناک خبر کے بعد دارالعلوم کے تمام کام موقوف کر کے مسلسل تین یوم تک قرآن خوانی کرنے کا اعلان کردیا گیا، فون اور اخبار کے ذریعہ یوپی کے دوسرے مشہور اداروں کو باخبر کیا گیا، جمعہ کے دن حضرت کی زندگی کے مختلف گوشوں پر روشنی ڈالی گئی، بعد نماز جمعہ پوری آبادی کے لوگوں اور اساتذہ وطلبہ نے قادری جامع مسجد میں قرآن خوانی کر کے حضرت کی روحِ پاک کو ایصال ثواب کیا۔

شنبہ کے دن دارالعلوم کی نورانی مسجد میں حضرت کے فاتحۂ سوم اور تعزیت کے لئے ایک عمومی جلسہ ہوا، جس میں آبادی کے علاوہ قرب وجوار کے لوگوں اور بیرونی علماء نے بھی شرکت کی، حضرت کی پاکیزہ سیاسی مذہبی اور تبلیغی زندگی کو مقررین و خطباء نے موضوعِ گفتگو بنا کر اپنی عقیدتوں کا خراج پیش کیا، صدر المدرسین دارالعلوم علیمیہ حضرت مولانا فروغ احمد اعظمی نے کہا کہ میری نظر میں برصغیر میں مذہبی شناخت اور تشخص کے ساتھ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے والا ایسا کوئی قائد نہیں ہے۔ دونوں ہی پروگراموں میں حصولِ برکت کے لئے عزیز القدر محمد سلمان

رضا سلمہ نے حضرت کا روحانی شجرہ پڑھا، اس سلسلہ کے پروگراموں کی تفصیل اخبار کے تراشوں کی شکل میں بھی حاضر خدمت ہے۔

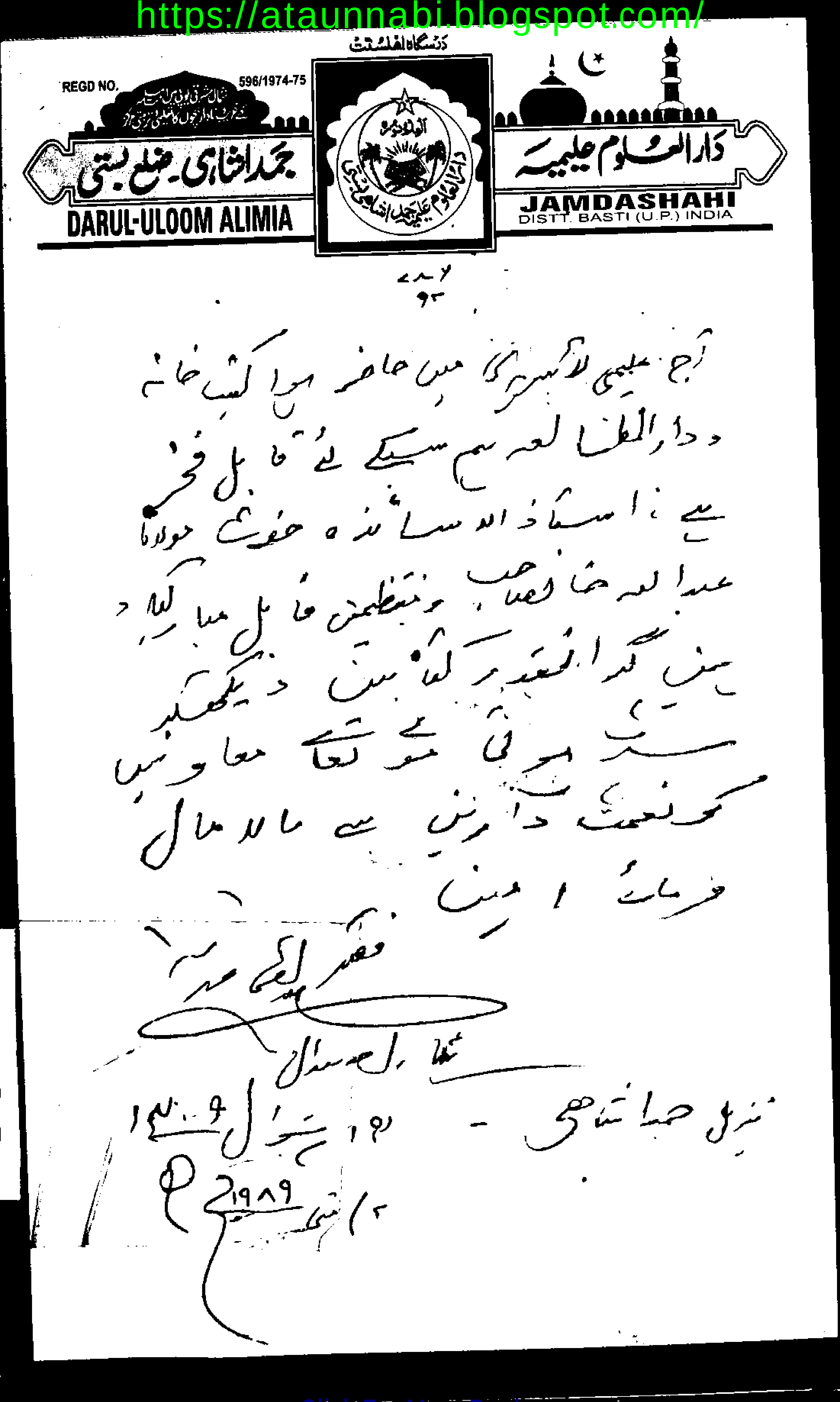
دارالعلوم علیمیہ کے صدر اعلی حضرت مولانا معین الحق صاحب علیمی کی حضور قائدِ اہلِ سنت سے شیفتگی اور حسن عقیدت اور حضور کی اپنے اس سچے عقیدت مند پر شفقت نوازی آپ حضرات مجھ سے زیادہ جانتے ہیں، ان کی حضورِ والا سے بے پناہ عقیدت ہی تھی کہ ہندو پاک تعلقات کی ناسازگاری کے باوجود رمضان شریف میں حضرت والا کی خدمت میں حاضری کی سعادت حاصل کرتے رہتے تھے ،افسوس کہ ادارہ کے انتظامی امور کے ہجوم کے باعث اس سال شرفِ ملاقات سے مشرّف نہ ہو سکے، جبکہ حضورِ والا نے انڈیا میں پاکستان کے ہائی کمشنر کے پاس مکتوب روانہ کرکے ویزا جاری کرنے کے لئے کہا تھا، حضرت مولانا صاحب کو ملاقات نہ ہو پانے اور حضرت کے وصال سے کتنا صدمہ ہوا ہے، بیان سے باہر ہے، انھوں نے جان توڑ کوشش کی کہ جنازہ میں ہی شریک ہو جائیں، لیکن ہوائی سروس نہ ہو پائے کے باعث ایسا بھی نہ ہو سکا، خدا کرے کہ حضرت علیہ الرحمہ کے چہلم میں شرکت کی سعادت حاصل کرنے میں کامیابی ہو جائے، ہماری دعا ہے کہ خدائے قدیر آپ حضرات کے اس موروثی قدیمی رشتہ کو مزید محکم اور پائدار بنائے۔

گرامی قدر مخدوم زادگان! دارالعلوم علیمیہ خلیفۂ اعلی حضرت، حضور مبلّغ اسلام علیہ الرحمہ کی ایماء اور تحریک پر ان کے باوفا مریدوں اور عقیدت کیشوں کا قائم

کیا ہوا ادارہ ہے، اور انھیں کی دعائے نیم شبی، آپ حضرات کے پدرِ بزرگوار علیہ الرحمہ کی خصوصی نگاہِ عنایت اور دردمندانِ ملت کے تعاون کے طفیل پروان چڑھنے والا یہ ادارہ آج ملک اور بیرونِ ملک میں ایک منفرد اور باوقار مقام پیدا کر چکا ہے،
حزن و ملال کی اس ساعت میں بعدِ مسافت کے باوجود اس آبادی کا ہر فرد اور دارالعلوم کے اساتذہ، طلبہ اور ارا کین آپ کے ساتھ ہیں، اور آپ کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں، خدائے قدوس آپ لوگوں اور ہم کو یہ صدمہ برداشت کرنے کی قوّت عطا فرمائے، اور آپ حضرات کو اپنے والد بزرگوار کا سچا جانشین اور بدل بنائے،
آمین ۔

ہمیں امید ہی نہیں یقین ہے کہ آپ کے پدرِ بزرگوار اور جدّ امجد علیہما الرحمہ کی طرح ہمیں آپ حضرات کی بھی عنایات اور توجّہات حاصل رہیں گی، اور ان حضرات کے لگائے ہوئے اس چمن کی نگرانی اور دیکھ ریکھ فرماتے رہیں گے. دارالعلوم علیمیہ کے معاونِ خاص اور حضرت علیہ الرحمہ کے عقیدت مند جناب سیٹھ عبدالمجید صاحب رضوی سلام و تعزیت پیش کرتے ہیں، اساتذۂ کرام، طلبہ، ارا کین اور اہالیان جمدا شاہی سلام کہتے ہیں. فقط والسلام مع غایۃ الاحترام

محمد نظام الدین قادری و جملہ اساتذۂ کرام دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی بستی



دانشگاہ اہلسنت

REGD NO. 596/1974-75

شمال مشرقی یوپی میں اہل سنت کے عربی اداروں کا عظیم تعلیمی و تربیتی مرکز

دارالعلوم علیمیہ جمدا شاہی۔ ضلع بستی

DARUL-ULOOM ALIMIA

JAMDASHAHI

DISTT. BASTI (U.P.) INDIA

آج علیمی لائبریری میں حاضر ہوا کتب خانہ
دارالعلوم سب کے لئے قابل فخر
ہے، استاذ الاساتذہ حضرت مولانا
عبد الرحمٰن صاحب و منتظمین قابل مبارکباد
ہیں کہ اتنی قدر کتابیں دیکھکر
مسرت ہوئی مولیٰ تعالیٰ ان سب
کو نعمت دارین سے مالا مال
فرمائے آمین

فقیر الیٰ محمد
ثناء المصطفیٰ

نزیل جمدا شاہی — ۱۹ شوال ۱۴۰۹ھ

۲ مئی ۱۹۸۹